بزم اردو لاہور کا سلسلہ اشاعت

نمبر ۲

لاہور گائیڈ

جس میں لاہور کے علاوہ

عظیم الشان نمائش پنجاب کے حالات بھی درج ہیں

مرتبہ

بزم اردو لاہور

۱۹۰۹ء

مولوی عبدالحق صاحب کے اہتمام سے
رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپی

قیمت ۵/

سرورق باہتمام پیارے لال بھارگو نولکشور پریس لاہور میں چھپا

ولایت سے بھی اچھے ٹرنک و کیش بکس

کارخانہ علی بھائی ولی جی ملتان چھاونی میں تیار ہوتے ہیں

جو عالیجناب حضور پرنس آف ویلز۔ جناب ارل آف منٹو گورنر جنرل و وایسرے ہند۔ جناب لارڈ کچنر و سر رابرٹس صاحب سابق کمانڈر انچیف و جناب سر چارلس نیپئر صاحب سابق جنرل کمانڈر انچیف کی منظوری سے ۱۸۸۵ء میں قایم ہوا۔ اور نمایشہائے ذیل میں خاص طلائی و نقرئی تمغہ جات حاصل کر چکا ہے۔ ناگپور ۱۹۰۸ء۔ کلکتہ ۱۹۰۶ء۔ میلان ۱۹۰۶ء۔ لیگ ۱۹۰۵ء۔ بنارس ۱۹۰۵ء۔ بمبئی ۱۹۰۴ء۔ [illegible] لنڈن ۱۹۰۸ء۔ پیرس ۱۹۰۰ء۔ وغیرہ

اس کارخانہ کے تیار شدہ لوہے کے سفری بکس۔ زیور کے بکس ڈسپیچ بکس وغیرہ وغیرہ جو ولایت سے خوبصورت اور مضبوط ہیں اور بہت ارزاں ہیں +

لاہور کی نمایش میں بھی

آپ کو مل سکیں گے

ہمیشہ رہنے والا مقبول تحفہ یہی ہے

لاہور گائیڈ

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ
ا	تمہید	ه
ب	لاہور سٹیشن پر آنے والی ٹرینیں	ح
ج	لاہور سٹیشن سے جانیوالی ٹرینیں	ی
د	قلیوں کی مزدوری	یا
ہ	ہوٹل ریفرشمنٹ روم اور سرائیں	یب
۱	لاہور کی مختصر تاریخ اور گذشتہ و موجودہ حالت	
۱	وجہ تسمیہ	۱
۲	مختصر تاریخ	۱
۳	گذشتہ و موجودہ حالت	
الف	آبادی	۵
ب	فصیل	۷
ج	دروازے	۸
د	بازار	۸
ہ	صفائی	۹
۴	باشندے	۱۰
۵	تعلیم	۱۱
۶	علمی اور قومی مشاغل	۱۲
۷	تجارت اور صنعت و حرفت	۱۳
۲	قدیم عمارات	
۱	مسجد وزیر خاں	۱۴
۲	سنہری مسجد	۱۶
۳	حضوری باغ اور بارہ دری	۱۷

نمبر مضمون	صفحہ
۴۔ شاہی مسجد	۱۹
تبرکات	۲۱
۵۔ قلعہ	۲۳
لوہ کا مندر	۲۵
دیوان عام	۲۶
دیوان خاص	۲۶
خواب گاہیں	۲۷
موتی مسجد	۲۷
غسل خانے	۲۷
نولکھا	۲۸
شیش محل	۲۸
سلاح خانہ	۲۸
۶۔ مقبرہ جہانگیر	
سرائے جہانگیر	۲۹
باغ دلکشا	۳۰
مقبرہ	۳۱
۷۔ مقبرہ آصف جاہ	۳۴

نمبر مضمون	صفحہ
۸۔ مقبرہ نور جہان بیگم	۳۵
۹۔ بارہ دری مرزا کامران	۳۷
۱۰۔ شالامار باغ	
ا۔ نام	۳۸
ب۔ تاریخ بنا	۳۹
ج۔ وسعت	۳۹
د۔ تقسیم اور بناوٹ	۳۹
ہ۔ نہر تالاب اور آبشاریں	۴۰
و۔ بارہ دریاں، ساون	
بھادوں اور غسلخانے	۴۱
ز۔ سیریں اور میلے	۴۲
ح۔ سکھوں کا زمانہ	۴۳
۱۱۔ نیویں مسجد	۴۳
۱۲۔ مسجد سردار خاں	۴۴
۱۳۔ توپ زمزمہ	۴۵
۳۔ مزارات	
۱۔ مزار داتا گنج بخش ؒ	۴۷

نمبر مضمون	صفحہ
۲- خانقاہ مادھولال حسین ؒ	۵۰
۳- درس میاں وڈا ؒ	۵۱
۴- مزار شاہ ابو المعالی ؒ	۵۳
۵- مقبرہ میاں میر ؒ	۵۴
۶- روضہ حضرت ایشاں ؒ	۵۵
۷- مزار شاہ محمد غوث ؒ	۵۷
۴- مندر اور سمادھیں	۶۰
۱- سمادھ حقیقت رائے	۶۱
۲- چوبارہ چھجو بھگت	۶۲
۳- شوالہ بخشی بھگت رام	۶۴
۴- باؤلی صاحب	۶۵
۵- سمادھ راجہ رنجیت سنگھ	۶۶
۶- سمادھ گورو ارجن جی	۶۸
۷- شوالہ دیوان رتن چند	۶۸
۸- ٹھاکر دوارہ پنڈت بنسی لال	۶۹
۵- جدید عمارات	
۱- چیف کورٹ پنجاب	۷۱

نمبر مضمون	صفحہ
۲- ریلوے سٹیشن	۷۲
۳- ٹاؤن ہال	۷۲
۴- مارکیٹ	۷۳
۵- گورنمنٹ کالج	۷۴
۶- کتھیڈرل	۷۵
۷- لارنس اور منٹگمری ہال	۷۶
۸- ایچیسن کالج	۷۷
۹- میو ہاسپٹل	۷۷
۱۰- بڑا ڈاک خانہ	۷۹
۱۱- پنجاب یونیورسٹی ہال	۷۹
۱۲- بنک آف بنگال	۸۰
۱۳- رومن کیتھولک چرچ	۸۱
۱۴- نیڈو ہوٹل	۸۲
۶- عجائب خانہ	۸۲
۷- چڑیا خانہ	۸۵
۸- قومی عمارتیں	۸۶
۹- گرجے چیپل، پبلک عمارتیں، بورڈنگ	

نمبر مضمون	صفحہ
ہاؤس - اور بعض دیگر مقامات	۸۷
۱۰- قابل دید کارخانے	۹۱
۱۱- کالج - مدرسے اور یتیم خانے	۹۲
۱۲- انجمنیں - سماجیں اور سبھائیں	۹۴
۱۳- کلب اور سوسائٹیاں	۹۵
۱۴- مشہور اخبار	۹۵
۱۵- بڑے بڑے چھاپے خانے	۹۶
۱۶- لائبریریاں اور ریڈنگ روم	۹۷
۱۷- لاہور کے [illegible]	۹۸
۱۸- بڑے بڑے دفتر	۹۹
۱۹- کچہریاں	۱۰۲
۲۰- ڈاکخانے	۱۰۲
۲۱- شفاخانے	۱۰۳
۲۲- تھانے	۱۰۴
۲۳- سیر کے قابل باغات	۱۰۵
۲۴- لاہور کے سٹیچو اور یادگاری نشان	۱۰۶
۲۵- بعض کمپنیاں - ایجنسیاں اور	

نمبر مضمون	صفحہ
ملک کا کام کرنیوالی جماعتیں	۱۰۶
۲۶- بنک	۱۰۸
۲۷- لاہور کی سوغات	۱۰۹
۲۸- عام چیزیں کہاں سے دستیاب ہونگی	۱۰۹
۲۹ عظیم الشان نمائش لاہور	۱۱۱
ا- تمہید	۱۱۲
ب- ایشیائے نمائش	۱۱۴
ج- کھیل اور تماشے	۱۱۴
[illegible] پروگرام	۱۱۵
د- نمائش کے ٹکٹ	۱۱۷
ٹکٹ ملنے کے مقامات	۱۱۷
ٹکٹوں کی شرح	۱۱۷
۳۰- سواری گاڑیوں کا کرایہ نامہ	۱۲۰

نقشے

نمبر مضمون	صفحہ
۱- نقشہ شہر لاہور	۱
۲- نقشہ سول سٹیشن	۱۲
۳- نقشہ نمائش	۱۱۰

لاہور گائڈ

تمہید

لاہور میں ہندوستان کی عظیم الشان نمائش صنعت و حرفت منعقد ہونیوالی ہے۔ اور اسے دیکھنے کے لئے نہ صرف پنجاب سے بلکہ تمام اطرافِ ہند سے ہزاروں نہیں لاکھوں اشخاص لاہور میں تشریف لانے والے ہیں +

۲۔ کسی مشہور شہر میں پہنچکر آدمی کو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اس کی خوب جی بھر کر سیر کریں۔ اور گھر جائیں تو حتےّ المقدور اس شہر کے چپہ چپہ سے واقف اور باخبر ہو کر جائیں۔ لاہور بھی اپنی تاریخی عظمت کی وجہ سے ایسے ہی شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ آدمی اس میں وارد ہو کر اس کی پوری طرح سیر کئے بغیر واپس نہیں ہو سکتا +

۳۔ لیکن نووارد اصحاب کو کسی بڑے شہر کی سیر میں ناواقفی اور بیخبری کی وجہ سے جو دقتیں حائل ہوتی ہیں سب کو معلوم ہیں۔ علاوہ ازیں اگر مشہور مقامات کو دیکھ بھی لیا۔ مگر ان کے پورے پورے حال سے آگاہی نہ ہوئی تو سیر میں کیا لطف آیا۔ اس لئے جب تک ایک باخبر اور واقف کار

بد مذاق آدمی کے ساتھ نہ ہو سیر کسی طرح مکمل نہیں ہو سکتی +

انہیں وجوہات کو مدنظر رکھکر **بزم اردو لاہور** نے نمایش میں آنے والے اصحاب کی آسانی کے لئے یہ گائڈ مرتب کی ہے۔ اور اس میں لاہور کی مکمل تاریخ۔ گذشتہ موجودہ حالت۔ قدیم وجدید عمارتوں مزاروں۔ مقبروں۔ مندروں اور سمادھوں کا تاریخی حال لاہور کے مدرسوں۔ کالجوں۔ انجمنوں۔ سماجوں۔ دفتروں۔ تجارتی کمپنیوں اور دیگر تمام ضروری امور کے متعلق کارآمد اور مفید معلومات بہم پہنچاکر ایک ایسا دلچسپ اور مفید آئینہ بنادیا ہے۔ کہ جیب میں رکھ لیجئے۔ اور جہاں دل چاہے بے کھٹکے سیر کو چلے جایئے۔ نہ کسی سے پوچھنے کی حاجت ہے۔ نہ دریافت کرنے کی ضرورت ہر ایک بات خود بخود معلوم ہو جاتی ہے۔ اور سیر کا پورا پورا لطف آجاتا ہے +

ہم ان وجوہات کے علاوہ ایک اور بات بھی ترتیب گائڈ کی محرک ہوئی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ جب سے سنہ ۱۸۸۴ء میں رائے بہادر لالہ کنھیا لال صاحب اگزیکٹو انجینئر کی کتاب "تاریخ لاہور" چھپ چکی ہے۔ پھر اردو میں کوئی ایسی کتاب لاہور کے متعلق تصنیف نہیں ہوئی۔ جس میں اس گذشتہ چوتھائی صدی کا بھی تذکرہ ہوتا اس لئے ضروری تھا۔ کہ لاہور نے گذشتہ ۵۰ سال میں جو رونق پائی ہے۔ اور بلحاظ تمدن و تہذیب اس عرصہ میں جو ترقی اسے حاصل ہوئی ہے۔ اسے بھی ایک کتاب کی صورت میں قلمبند کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اہل عالم کو ان قدیم تاریخی عمارتوں

کی ایک جھلک ہی دکھا دی جائے جنہیں زمانہ کا ہاتھ بڑی بیدردی سے مٹا رہا ہے اور شاید بہت دیر تک صفحہ ہستی پر قائم نہ رہنے دیگا +

۵۔ الغرض ان خیالات کی تائید میں گائڈ کی ترتیب شروع ہو گئی۔ اور کچھ تو تاریخ لاہور، ہسٹری آف لاہور، تحقیقات چشتی، اور چند دیگر کتابوں سے مدد لیکر۔ اور کچھ اپنی ذاتی کوشش سے بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچا کر جنکا ذکر تاریخی کتابوں میں نایاب ہے۔ یہ دلچسپ گائڈ تیار کر دی گئی ہے۔ جسے آج بڑی خوشی سے پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ پبلک بھی اس ناچیز خدمت کو قبولیت کی نظر سے دیکھکر بزم کی حوصلہ افزائی میں دریغ نہ کریگی +

۶۔ اگرچہ "ایک گائڈ" جو صرف نو وارد اصحاب کی آسانی کیلئے مختصر پیمانہ پر مرتب کیگئی ہو۔ کسی شہر کے متعلق "ایک مکمل تاریخ" کا کام نہیں دے سکتی۔ لیکن پھر بھی اس گائڈ میں جہاں کہیں کسی چیز کا تاریخی حال بیان ہوا ہے۔ وہاں پوری رنگ آمیزی نہیں کی۔ تو اتنا خاکہ ضرور کھینچ دیا گیا ہے کہ ایکدفعہ تو پڑھنے والے کی نظروں میں اس چیز کا اصلی نقشہ پھر جائے اور وہ اس کے پورے پورے حالات سے باخبر ہو سکے۔ اسلئے یہ گائڈ جیسی نو وارد اصحاب کیلئے مفید ہے۔ ویسی ہی مقامی اصحاب کیلئے ایک تاریخی معلومات کا گنجینہ ہے۔ اور انہیں لاہور کے متعلق تمام ضروری حالات سے پوری طرح واقف کر سکتا ہے۔ بنابریں ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ مختصر گائڈ تاریخی پہلو سے بزم اردو کے مقاصد کی تکمیل میں بھی ایک حد تک ضرور کامیاب ہوگی۔ اور اس کے سلسلہ تالیفات کا ایک مقبول نمبر شمار کیجائیگی

لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۱۵ء } بشیر حسین خاں پریسیڈنٹ۔ رحیم بخش سیکرٹری بزم اردو

لاہور سٹیشن پر آنے والی ٹرینیں

نمبر شمار	نمبر ٹرین	نام	کہاں سے آتی ہے	سٹیشن پر پہنچنے کا ٹھیک وقت		نمبر پلیٹ فارم
				گھنٹہ	منٹ	
۱	۱۹	مکسڈ	دہلی	۵	۴۰	۴
۲	۴۳	پاسنجر		۶	۲۰	۴
۳	۲۸	مکسڈ	لائل پور	۶	۲۲	۷
۴	۱۸	فاسٹ پاسنجر	پشاور	۷	۰	۵
۵	۳	بمبئی میل	بمبئی	۷	۱	۴
۶	۳۳	پاسنجر	لودھیانہ براہ فیروزپور	۷	۱۰	۱
۷	۹	بھٹنڈہ میل	دہلی براہ بھٹنڈا	۹	۳	۱
۸	۵	پاسنجر	ہردوار	۹	۳۱	۳
۹	۱۹۷	امرتسر لوکل	امرتسر	۹	۵۳	۱
۱۰	۲۰	مکسڈ	سیالکوٹ	۱۱	۱۵	۵
۱۱	۱	کلکتہ میل	مغلسرائے براہ سہارنپور	۱۲	۳۰	۴
۱۲	۶۱	پاسنجر	بھٹنڈا	۱۲	۵۰	۲
۱۳	۲	کلکتہ میل	پشاور	۱۳	۲۰	۵
۱۴	۶۹	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۱۳	۲۷	۴

نمبر شمار	نمبر ٹرین	نام	کہاں سے آتی ہے	سٹیشن پر پہنچنے کا ٹھیک وقت		نمبر پلیٹ فارم
				گھنٹہ	منٹ	
۱۵	۴۲	مکسڈ	لائل پور	۱۳	۴۷	۷
۱۶	۶	پاسنجر	لالہ موسلے	۱۴	۲۰	۵
۱۷	۱۵	〃	پٹھانکوٹ	۱۶	۱۵	۴
۱۸	۲۲	مکسڈ	لائل پور	۱۶	۴۰	۵
۱۹	۲۷	پاسنجر	دہلی	۱۷	۴۳	۲
۲۰	۱۲	〃	پشاور	۱۸	۰	۸
۲۱	۲۳	〃		۱۸	۰	۴
۲۲	۱۹۹	امرتسر لوکل	امرتسر	۱۶	۵	۴
۲۳	۱۳	پاسنجر	راجپورہ براہ بھٹنڈہ	۹۹	۵۵	۱
۲۴	۱۷	فاسٹ پاسنجر	دہلی	۲۰	۹	۲
۲۵	۷	کراچی میل	کراچی	۲۰	۳۵	۴
۲۶	۲۱	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۲۰	۴۲	۱
۲۷	۴	بمبئی میل	بمبئی براہ پانی پت کرنال	۲۱	۱۶	۵
۲۸	۴۴	مکسڈ	لائل پور	۲۱	۴۵	۸

لاہور سٹیشن سے جانیوالی ٹرینیں

نمبر شمار	ٹرین نمبر	نام	کہاں جاتی ہے	روانگی کا ٹھیک وقت		نمبر پلیٹ فارم
				گھنٹہ	منٹ	
۱	۴۱	مکسڈ	لائل پور		۳۶	۷
۲	۴۸	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۴	۴۵	۵
۳	۱۴	،،	راجپورہ براہ بھٹنڈا	۷	۲۰	۶
۴	۳	بمبئی میل	بمبئی براہ پانی پت کرنال	۷	۱۴	۴
۵	۱۸	فاسٹ پاسنجر	دہلی براہ میرٹھ	۷	۴۳	۵
۱	۸	کراچی میل	کراچی	۸	۰	۲
۷	۴۶	پاسنجر	کوٹری براہ ڈیری	۸	۳۵	۶
۸	۱۶	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۱۰	۰	۵
۹	۴۷	مکسڈ	لایل پور	۱۰	۰	۳
۱۰	۲۸	پاسنجر	دہلی	۱۰	۳۵	۵
۱۱	۵	،،	لالہ موسے	۱۰	۵۵	۴
۱۲	۲۰۶	امرتسر لوکل	امرتسر	۱۳	۵	۵
۱۳	۱	کلکتہ میل	پشاور	۱۳	۱۰	۴
۱۴	۳۴	پاسنجر	لودھیانہ براہ فیروزپور	۱۳	۴۰	۶

یا

نمبر شمار	ٹرین نمبر	نام	کہاں جاتی ہے	روانگی کا ٹھیک وقت		نمبر پلیٹ فارم
				گھنٹہ	منٹ	
۱۵	۲	کلکتہ میل	مغلسرائے براہ سہارنپور	۱۴		۵
۱۶	۶۹	مکسڈ	لائل پور	۱۴	۴۰	۴
۱۷	۶	پاسنجر	ہردوار	۱۵	۵	۵
۱۸	۶۰	”	بٹھنڈا	۱۵	۳	۶
۱۹	۱۱	”	سیالکوٹ	۱۷	۴۹	۴
۲۰	۱۰	بٹھنڈا میل	دہلی براہ بٹھنڈا	۱۸	۳۵	۶
۲۱	۲۷	مکسڈ	لائل پور	۱۸	۳۷	۲
۲۲	۲۲	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۱۸	۵۰	۵
۲۳	۲۴	”	کراچی	۱۹	۲۵	۶
۲۴	۲۰۸	امرتسر لوکل	امرتسر	۲۰	۵۵	۵
۲۵	۴	بمبئی میل	بمبئی براہ پانی پت کرنال	۲۲	۳	۵
۲۶	۱۷	فاسٹ پاسنجر	پشاور	۲۲	۱۲	۲
۲۷	۱۲	پاسنجر	دہلی	۲۲	۵۵	۵
۲۸	۱۹	مکسڈ		۲۳	۳۰	۳

قلیوں کی مزدوری ۔ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر قلی کی مزدوری فی بنڈل دو پیسے مقرر ہے
۲۔ سٹیشن کے باہر شہر کے کسی مقام تک اسباب پہنچانے کے لئے
ایک آنے سے چار آنے تک مزدور مل سکتا ہے +

ہوٹل ریفرشمنٹ روم اور سرائیں

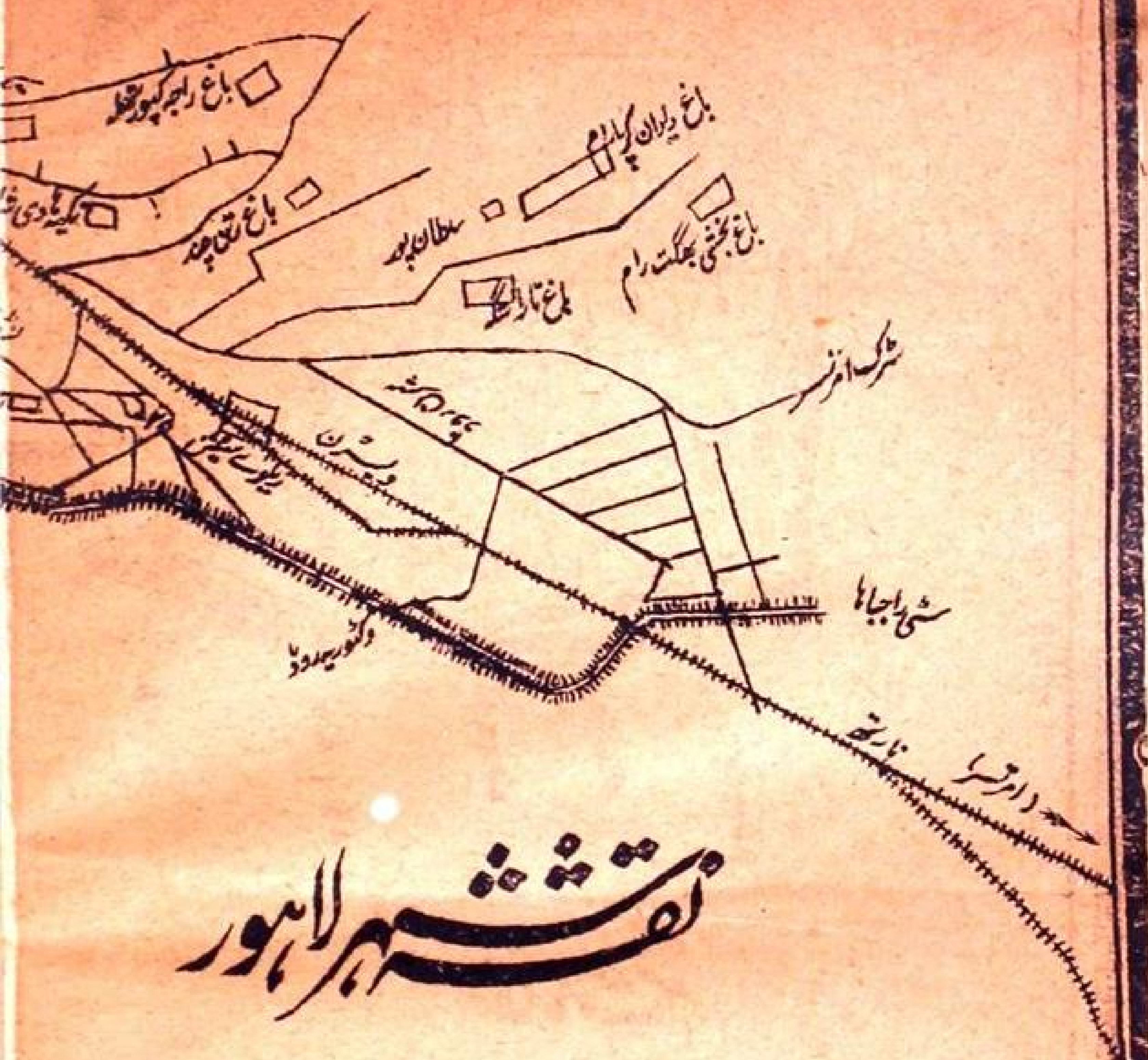
نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
		انگریزی	
برا گنزا اینڈ سنز ہوٹل	میکلوڈ روڈ	وائٹ ہارس ہوٹل	ایمپرس روڈ
نیو سنٹرل ہوٹل	ایمپرس روڈ	سنی ویو ہوٹل	اپر مال
چیرنگ کراس ہوٹل	ایجرٹن روڈ	سینٹ جونز ہوٹل	مشن روڈ
نیڈو ہوٹل	اپر مال	نیو امپیریل ہوٹل	ایمپرس روڈ
		دیسی ہوٹل	
ہندو ہوٹل	چیمبرلین روڈ	کشمیر ہندو ہوٹل	چٹرجی روڈ
بھارت ہوٹل	"	حمیدیہ ہوٹل	انارکلی متصل سر
آریہ ہوٹل	سرکلر روڈ دروازہ شاہ عالمی	اسلامی ہوٹل	بیرون کشمیری دروازہ
انارکلی ہندو ہوٹل	" لوہاری دروازہ	پنجابی ہندو ہوٹل	انارکلی
پبلک ہندو ہوٹل	جھنگڑ محلہ روڈ	محمڈن ریفرشمنٹ روم	ریلوے سٹیشن
کشمیر ہندو ہوٹل اینڈ ریفرشمنٹ روم	گپت روڈ	ہندو ریفرشمنٹ روم	

ان کے علاوہ لاہور میں ٹھہرنے کے حسب ذیل مقامات اور بھی ہیں:-

۱- سرائے انارکلی (پبلک)

۲- سرائے سلطان لنڈا بازار (")

۳- مسافر خانہ متعلق شوالہ پنڈت جینی لال انارکلی (صرف ہندوؤں کے لئے



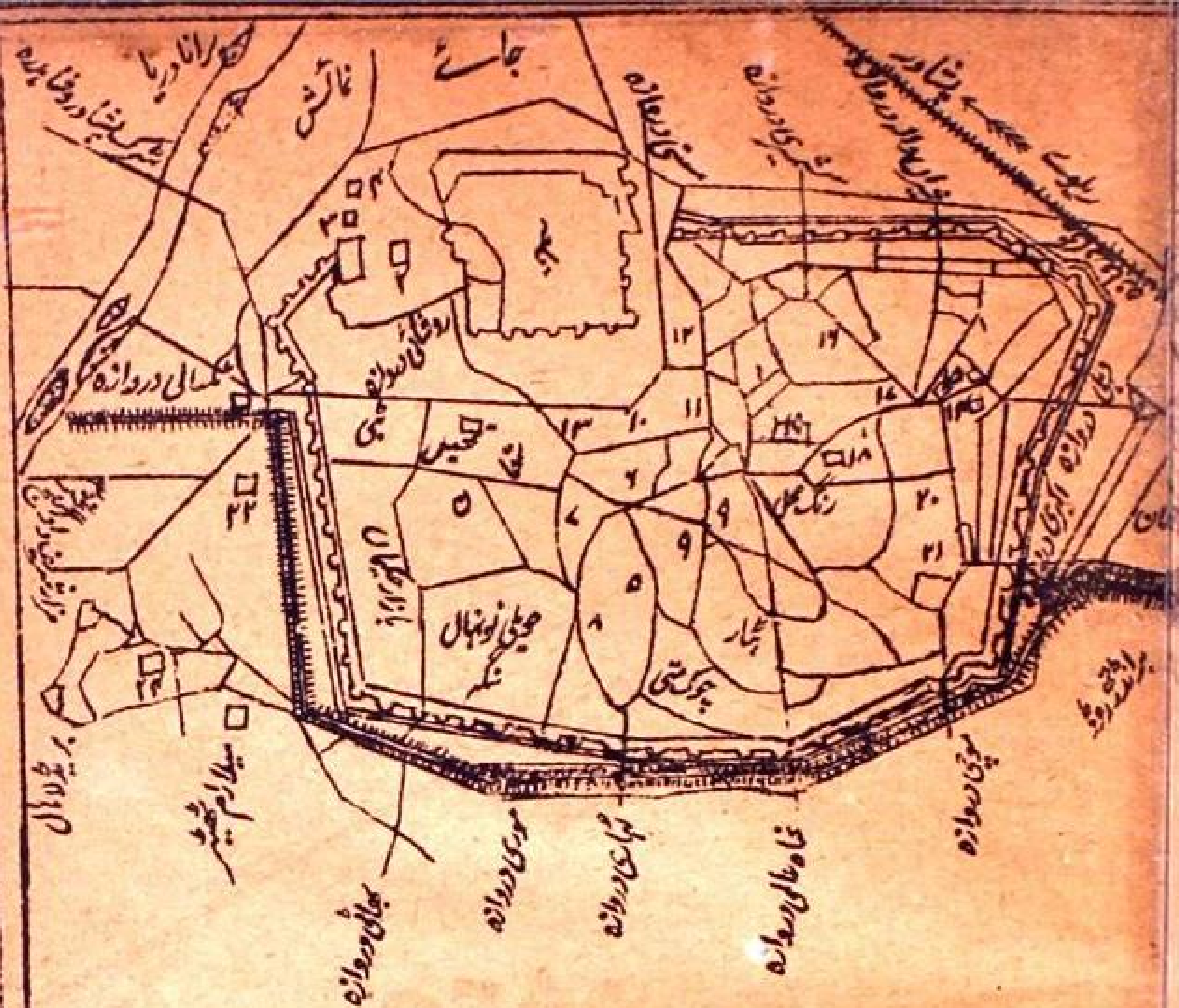
نقشہ شہر لاہور

مع

مشرقی مغربی اور شمالی ضروری مقامات کے

پیمانہ - ۲۲۷۵ = ۱ انچ

نوٹ - شہر کے چاروں طرف میونسپل باغات کے نشان ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ سرکلر روڈ



مقامات شہر

۱- شاہی مسجد
۲- حضوری باغ و بارہ دری
۳- سمادھ رنجیت سنگھ
۴- سمادھ گرو ارجن جی
۵- سوتر منڈی
۶- گمٹی
۷- سید مٹھا
۸- لہاری منڈی
۹- وچھو والی
۱۰- گگے منڈی - واٹرکس
۱۱- چوک مہرجن سنگھ
۱۲- موتی بازار
۱۳- ہیرا منڈی
۱۴- مسجد وزیر خاں
۱۵- کوتوالی و چوک وزیر خاں
۱۶- چونے منڈی
۱۷- کشمیری بازار
۱۸- سنہری مسجد
۱۹- ٹبی بازار
۲۰- چوہٹہ مفتی باقر
۲۱- چوک نواب صاحب
۲۲- انگریزوں کا قبرستان
۲۳- راوا کمند
۲۴- کارخانہ میلا رام
۲۵- ریلوے ٹکنیکل سکول

(۷۸۶)

لاہور گائڈ

ہور کی مختصر تاریخ - اور گزشتہ و موجودہ حالت

وجہ تسمیہ

کہتے ہیں لاہور کو سری رامچندر جی کے صاحبزادہ راجہ لو
بسایا تھا - ویشوابھاکا میں اس کا نام لوپور لکھا ہے جو اب
ڑ کر لاہور ہو گیا - قدیم تاریخ راجپوتانہ میں اس کا نام لوکوٹ
یر ہے - اور اگلے مسلمان مؤرخ اسے الہ وار - لھاور - لھانور
ھارو اور لھور لکھتے رہے ہیں ؎

مختصر تاریخ

بنائے لاہور کی مندرجہ بالا روایت کتب اہل ہنود سے حاصل

ہوئی ہے۔ مگر بعض یورپین مؤرخ اس سے اختلاف کرتے
اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لاہور کی بنا قدیمی راجپوتوں کے ہاتھوں
سنہ مسیحی کی پہلی یا دوسری صدی کے قریب ہوئی ہے۔ کیونکہ یونانی
نے لاہور کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان
آنے کے وقت تک لاہور نہیں بنا تھا۔ لاہور کا پورا تاریخی ذکر
ھیون شانگ نے ۶۳۰ء میں لکھا ہے ۔

دسویں صدی کے انجام پر لاہور برہمنی راجوں کی ایک شاخ
کے ہاتھ میں تھا۔ اُن کے آخری راجہ جے پال کو ۹۸۸ء میں
سبکتگین نے شکست فاش دی محمود نے اگرچہ جے پال کو
۱۰۰۱ء میں اور انند پال کو ۱۰۰۸ء میں شکستیں دیں مگر وہ لاہور
میں اپنے حملہ کے بیس سال بعد داخل ہوا۔ ۱۰۳۶ء میں لاہور سلطنت
غزنوی کا دارالخلافہ قرار پایا۔ اور ۱۰۴۲ء میں ملک ایاز پنجاب
کا حاکم مقرر ہوا۔ جسے بعض مسلمان لاہور کا بانی سمجھتے ہیں
محمد غوری کی وفات پر ۱۲۰۶ء میں قطب الدین ایبک لاہور میں
تخت نشین ہوا۔ اور ۱۲۱۷ء میں سلطان شمس الدین التمش لاہور
پر قابض ہوا۔ اس کے بعد ایک صدی تک لاہور منگولیں
حملوں کی زد میں رہا۔ اور گاہے گاہے گکھڑوں کے ہاتھ بھی
آتا رہا۔ ۱۳۹۸ء میں تیمور کی فوج نے اسے تباہ کیا اور پھر

۱۴۴۱ء میں بھلول لودی اس کا حاکم مقرر ہوا۔ ابراہیم لودی کے صوبہ دولت خاں لودی نے لاہور میں سرکشی کی اور بابر کو امداد کے لئے بُلایا۔ اور اس طرح ۱۵۲۴ء میں سلطنت مغلیہ کی بنا پڑنی شروع ہوئی +

یہ زمانہ لاہور کی تاریخ کا زرّین زمانہ ہے اور ان دنوں بوجہ دارالخلافۂ سلطنت ہونے کے لاہور مرجع خلائق بن گیا۔ ہمایوں ۱۵۵۴ء میں داخل لاہور ہوا اور بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ ۱۵۸۴ء سے ۱۵۹۸ء تک اکبر یہیں اپنا دربار کرتا رہا۔ اس نے قلعہ کو کشادہ کیا۔ اور شہر کے گرد فصیل کھنچوا دی۔ جہانگیر نے بھی اپنا قیام لاہور ہی میں کیا اور ۱۶۲۷ء میں وفات پا کر شاہدرہ میں مدفون ہوا۔ قلعہ میں خوابگاہ۔ موتی مسجد اور شہر کے باہر مقبرہ انارکلی اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ خوابگاہ کے بائیں ہاتھ سلسلہ عمارت شاہجہاں کی تعمیر کردہ ہیں۔ مثمن برج۔ نولکھا اور شیش محل اب تک اپنے بنانے والے کی یاد میں اُسی آب و تاب سے کھڑے ہیں۔ ۱۶۲۸ء سے ۱۶۳۷ء تک لاہور علی مردان خان اور حکیم علم الدین المعروف وزیر خان کے زیر حکم رہا۔ مسجد دائی انگہ۔ مسجد وزیر خان چوبُرجی۔ شالامار باغ وغیرہ یہ سب اسی زمانہ کی یادگاریں ہیں۔ اورنگ زیب کے وقت سے دہلی میں زیادہ رونق ہونے لگی اور

دار الخلافہ کی وجہ سے لوگ وہاں جانے شروع ہو گئے۔ تاہم وسیع اور عالیشان شاہی مسجد اورنگ زیب ہی نے بنوائی تھی۔ اس کے بعد کوئی قابل ذکر عمارت لاہور میں نہیں بنی۔ محمد شاہ کے زمانہ سے اُنیسویں صدی کے شروع تک لاہور پر نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملے ہوتے رہے اور یہ عالیشان دار الخلافہ صرف ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات اور اینٹوں کا ڈھیر سا رہ گیا۔

بہت سے تغیر و تبدل ہونے کے بعد ۱۷۶۶ء سے ۱۷۹۷ء تک سکھوں نے لاہور پر حکومت کی اور ۱۷۹۷ء میں شاہ زمان نے ان سے خراج لیا۔ اور پھر دوسرے سال رنجیت سنگھ سے خوش ہو کر اُسے باقاعدہ حاکم مقرر کیا۔ اس وقت سے لاہور پھر کچھ عرصہ کے لئے صدر مقام بنکر رونق پذیر ہو گیا۔ مہاراج نے اپنے زمانہ میں تمام قابل عمارتوں کے پتھر اتر وا کر امرتسر بھجوا دئے۔ اور بہت سی عمارتوں کو بالکل خاک میں ملا دیا۔ ان کی سب سے بڑی یادگار ایک بارہ دری چھوڑی جو حضوری باغ میں بنی ہوئی ہے۔ رنجیت سنگھ کے مرنے پر ایک سال کے لئے کھڑک سنگھ اور ایک دن کے لئے نونہال سنگھ راجہ ہوئے ان کے بعد شیر سنگھ فوج کی امداد سے لاہور پر متصرف ہو کر

راجہ تسلیم کیا گیا۔ مگر ۱۸۴۳ء میں اجیت سنگھ سندھیانوالہ
کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ پھر دلیپ سنگھ راجہ اور ہیرا سنگھ
ولد دھیان سنگھ اس کا وزیر مقرر ہوا۔ ہیرا سنگھ کی وفات پر جواہر سنگھ
اور اس کی بہن رانی جنداں کے ہاتھ حکومت آئی۔ مگر خالصہ فوج
بڑے زوروں پر تھی۔ اور سرکار برطانیہ کے ساتھ ۱۷- نومبر ۱۸۴۵ء
کو جنگ کا اعلان کیا گیا۔ ستلج کو عبور کر کے کئی مقامات پر لڑائیاں
ہوئیں اور آخر کار انگریزی فوج لاہور میں داخل ہو گئی اور ۱۸۴۶ء
میں دلیپ سنگھ کی صغر سنی کی وجہ سے کونسل آف ریجنسی
قائم کی گئی۔ مگر خالصہ فوج نے پھر شورش کی اور آخر الامر ۲۹ مارچ
۱۸۴۹ء کو دلیپ سنگھ باقاعدہ طور پر شیش محل میں تخت سے اُتارا
گیا۔ اور سرکار انگریزی نے عنانِ حکومت خود اپنے ہاتھ میں
لی۔ اور اس طرح لاہور نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت پھر اس عہد
معدلت مہد میں حاصل کی ⁂

گزشتہ اور موجودہ حالت

آبادی لاہور کی گزشتہ رونق کا زمانہ عہد ہمایوں سے شروع ہوتا ہے
اس سے پہلے بھی یہ شہر کئی مرتبہ بسا اور اُجڑ گیا۔ مگر جو رونق اور شان
اسے شاہان مغلیہ کے زمانہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس سے

پہلے کبھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں شہر کے باہر آبادی
کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں پانچ پانچ۔
چھ چھ میل تک جنوب اور مشرق میں محلہ ہی محلہ آباد ہو گئے۔
ان محلوں کی تعداد ۳۶ کے قریب ہے۔ مگر ان میں (۱) گزر لنگر خان
(۲) محلہ مزنگ (۳) محلہ موج دریا بخاری (۴) محلہ شاہ چراغ (۵)
محلہ دولا واڑی (۶) محلہ شاہ شرف (۷) محلہ لکھی (۸) محلہ درگاہی شاہ
(۹) محلہ شاہ بدر (۱۰) محلہ خوجان (۱۱) محلہ جاٹ پورہ (۱۲) محلہ
میانی (۱۳) محلہ دائی لاڈو (۱۴) محلہ زین خاں (۱۵) محلہ پیراں
(۱۶) محلہ دائی انگا (۱۷) محلہ سید سہر (۱۸) محلہ تیل پورہ (۱۹)
محلہ گنج (۲۰) محلہ قصاباں (۲۱) محلہ مغل پورہ (۲۲) چوک دارا وغیرہ
بڑے مالدار اور بارونق محلے تھے۔ ان میں بڑی بڑی عالیشان
حویلیاں۔ لاکھوں کی لاگت کے مکان اور شاندار مسجدیں بنی ہوئی
تھیں +

مگر عالمگیر کے بعد لاہور کی رونق میں زوال شروع ہوا۔ اور
ہر زمانہ کی طوائف الملوکی اسے صدمے پہنچاتی رہی حتےٰ کہ جب سکھوں
کی لوٹ مار شروع ہوئی۔ تو گویا ان محلوں پر آفت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا
ستمگر غارتگروں نے بڑی بیدردی سے انہیں لوٹا۔ بے چراغ کیا
اور عالیشان حویلیوں کو آگ لگا لگا کر خاک سیہ بنا دیا +

جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو صرف حصار شہر کے اندر آبادی موجود تھی اور باقی محلے محض ویران کھنڈر پڑے ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں ان کی اینٹیں کھنی شروع ہوئیں اور چالیس سال تک کشمیری خشت فروشوں نے زمین کھود کھود کر اینٹیں نکالیں اور بیچیں۔ مگر ساتھ ہی شہر کے جنوب کی طرف کچھ باغ لگے اور بعض بعض مکان بھی بننے شروع ہوئے۔ آخر دولت برطانیہ کا زمانہ آیا اور آبادی نے ترقی شروع کی۔ اگرچہ شہر کے مشرق کی طرف ابھی پوری آبادی نہیں ہوئی ہے۔ اور مغلیہ زمانے کے چند محلوں کی زمین تاحال زراعت کے کام آ رہی ہے مگر شہر کے جنوب اور جنوب مشرق کی آبادی اپنی اُسی گزشتہ شان کو پہنچ گئی ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں۔ سرکاری دفاتر کالج اور صاحب لوگوں کی کوٹھیاں بن گئیں۔ سڑکیں نکلیں جن پر صفائی اور بجلی کی روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اور اس سرزمین کو آباد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

فصیل اکبر نے شہر کے گرد ایک مضبوط اور بلند دیوار قائم کی تھی۔ رنجیت سنگھ نے اُس کے گرد ایک پختہ اور عمیق خندق کھدوائی۔ اور ہر ایک دروازے کے سامنے اُس پر پل بنا کر پل کے پاس ایک ایک اور پختہ دروازہ بنوایا۔ اور اس طرح شہر

کو نہایت مستحکم اور مضبوط کیا۔ مگر ۱۸۹۲ء میں میونسپل کمیٹی نے فصیل کو گرا دیا۔ اور خندق کو پُر کرا کے اُس پر باغ لگوا دئے۔ جس سے شہر کی ہوا صاف اور رونق دو بالا ہوگئی ؎

دروازے

اس فصیل میں تیرہ دروازے تھے جن میں سے شاہ عالمی۔ لوہاری۔ روشنائی اور موری دروازے قدیم طرز میں اب موجود ہیں دہلی۔ بھاٹی۔ مستی۔ کشمیری اور خضری (شیرانوالہ دروازہ) جدید طرز کے حال میں بنوائے گئے ہیں۔ یکی۔ اکبری۔ موچی اور ٹکسالی دروازے فصیل کے ساتھ بالکل گرا دئے گئے۔ اکبری دروازہ کے آگے ایچیسن گنج کا دروازہ شہر کے دروازہ کا کام دے رہا ہے اور دہلی دروازہ کے اوپر دونو طرف کئی کئی وسیع کمرے بنائے گئے ہیں جن میں ایک طرف پولیس رہتی ہے اور دوسری طرف شہر کے آنریری مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں ؎

بازار

اگرچہ عہد مغلیہ میں یہاں بڑے بڑے بارونق بازار تھے جن میں سے بازار دلکشا اور نرپولیہ خاص شہرت رکھتے تھے مگر اب نہ وہ موجود ہیں اور نہ اُن کا نشان۔ ایک اور شاندار بازار روشنائی دروازہ سے ہیرا منڈی تک تھا۔ مگر وہ بھی قوانین قلعہ کی پابندی میں گر گرنا بود ہو چکا ہے۔ آج کل شہر کے اندر چوک وزیر خاں۔ کشمیری بازار۔ ڈبی بازار۔ بزاز ہٹہ۔ کشمیر ہٹہ۔

رنگ محل - مچھی ہٹہ - کمہاری منڈی - گمٹی اور چھتہ بازار آباد اور بارونق خیال کئے جاتے ہیں - ان میں مختلف اقسام کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں - روزانہ ضروریات کا سامان ہر وقت مہیا رہتا ہے - ان کے علاوہ دروازہ کے باہر لنڈا بازار بھی جو میاں سلطان کا بنوایا ہوا ہے آباد اڈوں میں گنا جاتا ہے - مگر سب سے زیادہ بارونق اور شاندار بازار انارکلی ہے - یہ لوہاری دروازہ سے مارکیٹ تک اور وہاں سے شملہ بنک تک بڑی شان سے چلا گیا ہے - اس میں بڑے بڑے مکان - تجارتی کمپنیوں کے دفتر - ایجنسیاں بنک اور انگریزی فیشن کی خوبصورت اور خوشنما دکانیں بنی ہوئی ہیں - اور تمام شہر میں یہی بازار سب سے زیادہ وسیع - فراخ اور خوبصورت ہے ٭

صفائی اس شہر کی آبادی بڑی گنجان اور گلی کوچے نہایت تنگ ہیں - اور اس پر بھی مکانات تین تین چار چار منزل تک بلند اٹھائے جاتے ہیں بعض بعض کوچے تو ایسے ہیں کہ وہاں دن بھر میں ۵ منٹ کے لئے بھی دھوپ نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ اکثر صفائی کی شکایت رہتی ہے ٭

سکھوں کے زمانہ میں یہ شہر نہایت گندہ تھا - کوچوں - محلوں اور بازاروں میں کوڑے اور میلے کے انبار پڑے رہتے

تھے - سینکڑوں مردار جانوروں کی لاشیں گلتی اور سڑتی رہتی تھیں - نالیاں بیچ میں بنی ہوئی تھیں جن سے ہر وقت بازاروں میں کیچڑ رہتا تھا - نہ بدرویں تھیں اور نہ کوئی محکمہ صفائی - کبھی بارانِ رحمت آکر اس غلاظت کو بہا لے جائے تو خیر ورنہ شہر والے تھے اور گندگی اور اس کا تعفّن - بازاروں میں اکثر امرا کے ہاتھی اور گھوڑے گزرا کرتے تھے اور اُن کے پیروں سے چھینٹیں اُڑ اُڑ کر رہگیروں اور دُکانداروں کے کپڑے خوب رنگے جاتے تھے - مگر عہد برطانیہ میں میونسپل کمیٹی بنی - اُس نے شہر سے باہر سڑکیں بنوائیں - بازاروں میں کنکر کُٹوائے - گلی کوچوں میں اینٹیں بچھوائیں - محکمہ صفائی مقرر کیا - اور صفائی کا وہ انتظام کیا کہ دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے - صفائی کے علاوہ شہر میں گیس کی اور سڑکوں پر بجلی کی روشنی لگوائی - دفتروں اور کچہریوں میں بجلی کے پنکھے پہنچائے - اور شہر میں پانی کے نل لگوا کر گویا امرت کی نہریں بہا دیں - محکمہ تار نے ٹیلیفون کا جال بچھایا اور تمام شہر کو اس سرے سے اُس سرے تک ایک سلسلہ میں جکڑ دیا ۔

باشندے

اس شہر میں دو بڑی قومیں آباد ہیں مسلمان اور ہندو جن میں سکھ بھی

شامل ہیں۔ کچھ عیسائی بھی ہیں مگر بہت تھوڑے۔ ان کے علاوہ سول سٹیشن میں بہت سے یورپین اصحاب بھی رہتے ہیں جن میں سے بڑی تعداد حکام کی ہے۔ اور بعض تجارت وغیرہ کرتے ہیں۔ اصلی باشندوں کے ماسوا ایک بڑی تعداد اُن پردیسی لوگوں کی ہے جو دفاتر میں ملازم ہیں۔ کچھ عرصہ سے ایوب خاں اور اُن کے ہمراہیوں نے آکر شہر کی آبادی میں خاص اضافہ کر دیا ہے ÷

۱۹۰۶ء کے اخیر میں شہر اور بیرونی حصوں کو ملا کر لاہور کی اصلی آبادی ۱۶۱۲۰۰ تھی ÷

تعلیم

لاہور میں تعلیم کا بڑا چرچا ہے۔ اور والدین اپنے بچّوں کو تعلیم سے محروم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ سرکار کی طرف سے بہت سے مدرسے اور کالج لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک قوم اور فرقہ نے بھی اپنی اپنی کوشش سے اپنے قومی مدارس اور کالج الگ بنائے ہوئے ہیں جن میں اپنے بچّوں کو مروجہ تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی دیتے اور اُن کی تربیت میں پوری کوشش

کرتے ہیں +

اگر غور سے دیکھا جائے تو جس قدر مدرسے اور کالج مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لئے لاہور میں موجود ہیں۔ شائد ہی ہندوستان کے کسی شہر میں اس کثرت سے پائے جائیں۔ اسلئے اگر تعلیمی پہلو سے لاہور کو ایک بے نظیر شہر کہا جائے تو بالکل بجا اور مناسب ہے +

علمی اور قومی مشاغل

ہر ایک قوم اور فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق بہت سے علمی مشغلے اور دلچسپیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ کلب ہیں سوسائٹیاں ہیں۔ انجمنیں ہیں اور ریڈنگ روم ہیں۔ شاید ہی لاہور میں کوئی ہفتہ خالی جاتا ہوگا جس میں دو تین علمی جلسے اور لیکچر وغیرہ نہ ہوتے ہوں +

علمی مشاغل کے علاوہ ہر ایک فرقہ نے اپنے اپنے مذہب اور قوم کی بہبودی کے لئے انجمنیں۔ سماجیں اور سبھائیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور اُن میں سے بہت سی مجلسیں شاندار قومی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ہندو مسلمانوں کی طرف سے کئی یتیم خانے ہیں۔ جن میں لاوارث اور یتیم بچے پرورش پاتے اور تعلیم حاصل کرتے ہیں +

شمال

ریلوے سٹیشن

نکلسن روڈ

میو روڈ

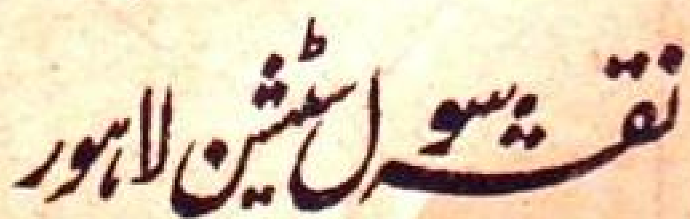
کوپر روڈ

گورنمنٹ ہاؤس

ڈیوس روڈ

چیفس کالج

جیل



پیمانہ ۲۲۷۵ = ۱ انچ

۱- سنٹرل موڈل سکول و ٹریننگ کالج

۲- کچہری ضلع

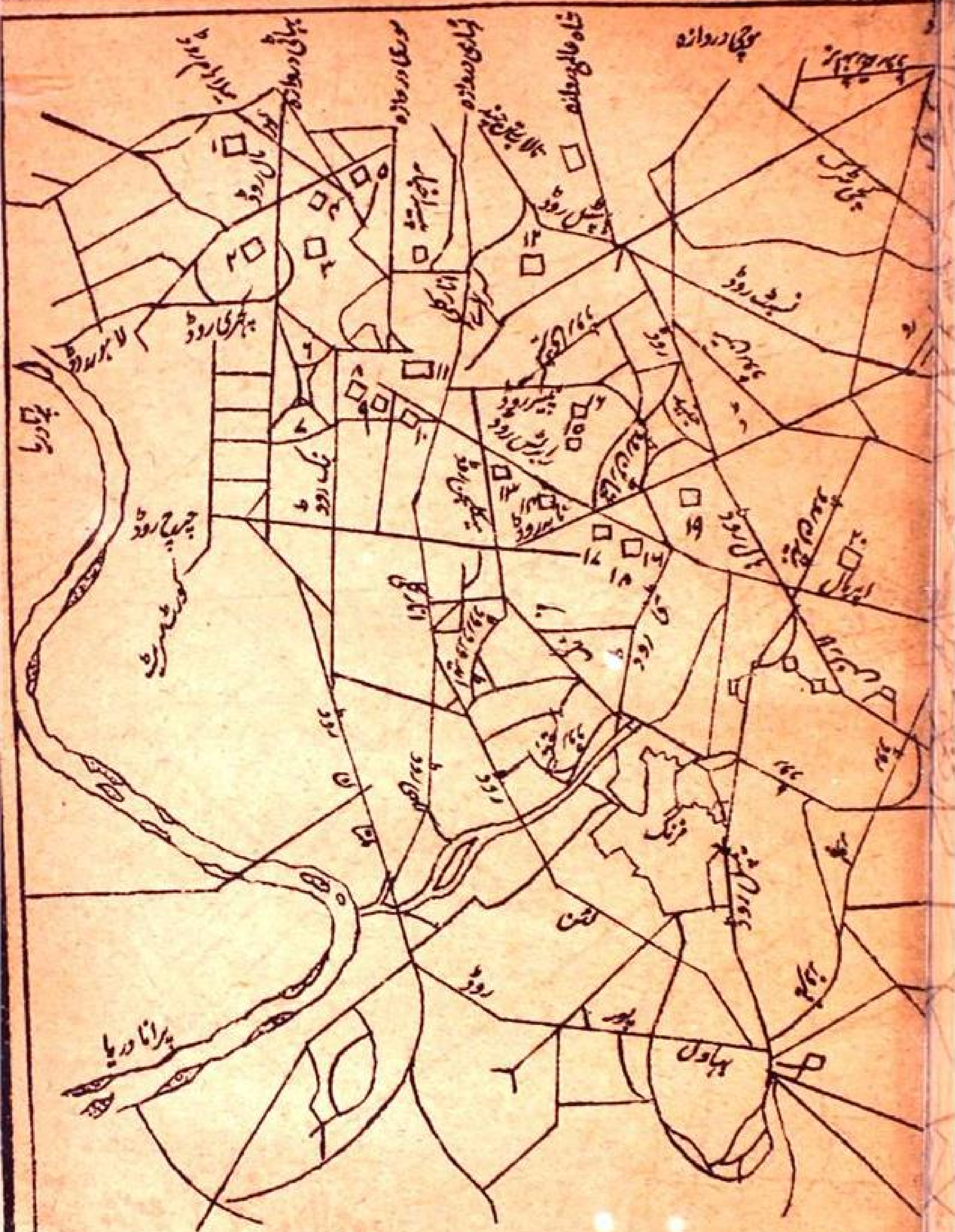
۳- گورنمنٹ کالج

۴- ڈی-اے-وی اسکول

۵- مفید عام پریس

۶- گول باغ

۷- ٹون ہال



مقامات

۱۲- میڈیکل کالج و میو ہاسپٹل
۱۳- نشنل بنک
۱۴- بڑا ڈاک خانہ
۱۵- بنگال بنک
۱۶- مشن کالج
۱۷- دفتر اکونٹنٹ
۱۸- چیف کورٹ پنجاب
۱۹- کیتھیڈرل
۲۰- سول اینڈ ملٹری گزٹ
۲۱- چیرنگ کراس و بت ملکہ معظمہ
۲۲- نیڈوز ہوٹل
۲۳- چڑیا خانہ

تجارت اور صنعت و حرفت

اگرچہ لاہور کوئی تجارتی شہر نہیں۔ پھر بھی لاکھوں روپے کا مال باہر سے یہاں بکنے کو آتا اور ہزاروں کا یہاں سے باہر جاتا ہے۔ درآمد میں زیادہ تعداد انگریزی سامان اور کپڑے کی ہوتی ہے۔ تھوڑے عرصہ سے کچھ کچھ سودیشی کا چرچا بھی ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی طرف عام میلان کم ہے۔ لاہور سے باہر جانے والی چیزوں میں لوئیاں، چادریں، سوسیاں، چوڑیے۔ گلبدن۔ لنگیاں، ہاتھی دانت، چندن اور جکڑی کے کنگھے کنگھیاں، ریشمی کمربند، جھلے، پنجابی جوتیاں، اور بید مشک کی مانگ زیادہ ہوتی ہے۔

حرفت کے لحاظ سے لاہور میں ٹھپے اور پشمینہ کا کام اچھا ہوتا ہے۔ دریائی۔ گلبدن۔ سوسی اور چوڑیا بھی قابل تعریف بنایا جاتا ہے۔ تانبے اور پیتل کے برتن بھی اچھے ہوتے ہیں۔ گوٹا ٹھپا بھی بنتا ہے اور اور بھی چھوٹا موٹا کام ضرورتِ ملک کے مطابق تیار ہوتا رہتا ہے +

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم لاہور کی مختلف عمارات اور قابل دید مقامات کا ذکر کرتے اور آپ کو اُن کی سیر کراتے ہیں +

قدیم عمارات

مسجد وزیر خاں

جائے وقوع۔ چوک وزیر خاں

یہ مغلیہ طرز کی مسجد حسن عمارت کا بہترین نمونہ اور شہر لاہور کا زیور ہے۔ اسے ۱۶۳۴ء میں شیخ علم الدین انصاری المخاطب وزیر خان نے تعمیر کرایا۔ شیخ موصوف شاہی حکیم اور شہزادہ خرم (شاہجہاں) کے منظور نظر تھے۔ جنہیں خرم نے تخت پر بیٹھتے ہی صوبہ لاہور کا وائسرائے مقرر کر دیا تھا۔

دہلی دروازہ سے داخل ہوں اور چوک وزیر خاں میں پہنچیں تو سامنے ہی مسجد کی بیرونی دیوار رفعت آثار نظر آتی ہے۔ جس کے عین وسط میں ایک رفیع الشان دروازہ ہے۔ اوپر چڑھنے کو سیڑھیاں بنی ہیں۔ سیڑھیاں چڑھکر گویا آپ مسجد کی ڈیوڑھی میں پہنچے۔ ڈیوڑھی بلند سطح پر ڈاٹ دار چھت کے نیچے واقع ہے اور تین طرف سے لوگ اس میں آسکتے ہیں۔ چوتھی طرف پھر ایک دروازہ مسجد کے اونچے پلیٹ فارم پر کھلتا ہے۔ اور

مسجد کی خوبصورت پیشانی اور وسیع صحن کی بہار دکھاتا ہے۔ مسجد کی بیرونی دیوار اور ڈیوڑھی کے آثار اگرچہ اب کچھ دھندلے ہو گئے ہیں۔ مگر نقش و نگار صاف کہے دیتے ہیں کہ یہ سجدہ گاہ رفعت پناہ زیور صنعت سے مجلّا اور بہترین نقوش سے مزیّن بنائی گئی ہے۔ صحن میں داخل ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائیے اور خوشنما بیل بوٹوں کی بہار ملاحظہ فرمائیے۔ سب اسی آب و تاب سے چمکتے ہیں۔ گویا ابھی ابھی کاریگر کا ہاتھ اُن پر سے اُٹھا ہے۔ صحن میں ایک آب مصفا سے لبالب حوض وضو کے واسطے موجود ہے اور سامنے پانچ رفیع الشان مغلیہ محرابوں والے در ہیں جن کے اندر گنبددار چھت کے نیچے نماز گزاری جاتی ہے۔ صحن کے چاروں کونوں پر چار بلند مینار چینی کا خوبصورت جامہ پہنے یوں مؤدب کھڑے ہیں جس طرح ہاتھ باندھے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔

اس مسجد کا انتظام بموجب وصیّت نامۂ وزیر خاں متولیوں کے ہاتھ میں ہے۔ موجودہ متولی ڈاکٹر مرزا انور علی بیگ ہیں جو شیخ علم الدین موصوف کی اولاد سے کہے جاتے ہیں۔

صحن مسجد کی بائیں جانب ایک تہ خانہ ہے۔ جہاں لکڑی کی محرابدار چھت کے نیچے سید محمد اسحاق میران بادشاہ کا خموش۔ پُرامن اور بارعب مزار ہے۔ جو ۷۸۶ھ ہجری میں تیار ہوا تھا

سُنہری مسجد

جائے وقوع۔ ڈبّی بازار

یہ سونے کی چوٹی والی طلائی زیور سے آراستہ مسجد کشمیری بازار کے انجام پر بنی ہوئی ہے۔ سامنے چڑھنے کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں جنہیں ۱۸۵۸ء میں کرنل بنسیٹ صاحب نے اُس مکان کو گرا کر تعمیر کرایا ہے جو قریباً ڈیڑھ صدی سے دروازہ مسجد کا حاجب چلا آتا تھا۔

اس مسجد کو نواب سید بھکاری خاں نے ۱۷۵۳ء میں تعمیر کرایا۔ یہ ایک چھوٹی سی گٹھی ہوئی خوبصورت عمارت ہے اور اگرچہ اس کی تعمیر میں کوئی واقعی خصوصیت نہیں لیکن اس کے تین سُنہری گنبد اکیس ۲۱ چھوٹی بُرجیاں اور دو بلند مینار جن پر طلائی ٹوپیاں رکھی ہیں دوپہر یا سہ پہر کو جبکہ سورج کی سُرخ اور ڈھلتی کرنیں اُن پر پڑ رہی ہوں۔ ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔

سکھوں کے دور حکومت میں اکالوں نے اس مسجد پر قبضہ کیا۔ فرش کو گوبر سے لیپا اور گرنتھ صاحب رکھ کر اس کا پاٹھ شروع کر دیا۔ لیکن فقیر عزیز الدین اور فقیر نور الدین کی کوشش سے

گلو بہشتی مقرب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سفارش پر پھر یہ مسجد مسلمانوں
کو ان شرطوں پر بحال کی گئی کہ اذان بلند آواز سے نہ دی جائے
اور دکانوں کا کرایہ دربار امرتسر کی نذر ہو۔ حکومت برطانیہ نے
کرنیل نسنبٹ صاحب کی سفارش پر دکانیں بھی مسجد کے لئے
واگزار کر دیں ہیں۔ اور اب اس مسجد کا اہتمام انجمن اسلامیہ
پنجاب کے ہاتھوں میں ہے جو اس کی رونق و آبادی میں ہر
طرح کوشاں ہے۔

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے اس کے میناروں کی
دونو سنہری برجیاں گر پڑی تھیں مگر انجمن نے ان کی فوراً
تعمیر کرا کر پہلے سے زیادہ مضبوط بنوا دیا۔

حضوری باغ اور بارہ دری

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ

شاہی مسجد اور قلعہ کے مابین وہ جگہ ہے جسے شہنشاہ
اورنگ زیب نے بطور سرائے زائرین اور طلبا کے لئے بنوایا تھا
اس کے وسیع صحن میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا باغ ہے
جسے حضوری باغ کہتے ہیں۔ اللہ اللہ اس سرزمین نے ایسے ایسے

عالیشان جلوس اور عظمت و جبروت کے نظارے دیکھے ہیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر برنیر جیسا سیّاح جہاں بھی پکار اُٹھا کہ "واقعی عظمت اور شاہی جلال اس کو کہتے ہیں" +

جنوبی دروازہ کے ساتھ جو دو منزلہ عمارت اب طلبائے اورنیٹل کالج کا مسکن ہے۔ اس میں شاہی مسجد کے طلبا رہا کرتے تھے۔ مہاراجہ کا گلاب خانہ اسی عمارت میں زیر اہتمام فقیر نورالدین حکیم شاہی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں عرق بید مشک و گلاب کی کشید ہوتی تھی۔ اور بیچے معد نباتات کے معجون تیار کئے جاتے تھے +

وہ سنگ مرمر کی دودھیا بارہ دری جو وسط باغ میں عین اس طرح واقعہ ہے جیسے انگشتری میں نگینہ۔ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ نے بڑے شوق سے بنوائی تھی۔ اور اس کی تعمیر کے لئے مقبرہ زبیدہ[1] بیگم و مقبرہ شاہ شرف[2] اور ان کے علاوہ کئی اور مسلمان مقبروں کو منہدم کر کے پتھر حاصل کیا گیا تھا +

یہ بارہ دری ۴۵ فٹ لمبی اور ۴۴ فٹ ۶ انچ چوڑی ہے۔ اس کی دو منزلیں ہیں۔ نیچے ایک تہ خانہ ہے۔ اس کی چھت

---

[1] زبیدہ بیگم کا خستہ حال مقبرہ نویں کوٹ میں موجود ہے مگر شاہ شرف کا مقبرہ عین اس جگہ تھا جہاں اب بھاٹی دروازہ کے سامنے بھیڑ بکریوں کی منڈی لگتی ہے۔ یہ مقبرہ بالکل توڑ دیا گیا تھا +

خوبصورت مینا کار لکڑی کی ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔
اس میں مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنا دربار لگایا کرتے اور اپنے سرداروں کے ساتھ معاملات ملکی مصروف رہا کرتے تھے۔

شاہی مسجد

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ کے ملحق۔ قلعہ کے مغرب کی طرف پُرفضا حضوری باغ اور دلکشا بارہ دری کی غربی جانب شاہی مسجد کی سر بفلک ڈیوڑھی ہے جس تک پہنچنے کے لئے ۲۲ سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔

یہ مسجد جو مسجد الولید مکّہ کے نمونہ پر بنائی گئی ہے۔ شہنشاہ غازی **ابو المظفر محی الدین محمدؐ عالمگیر اورنگ زیب** نے بنوائی اور فدائی خان کوکہ کے زیر اہتمام ۱۶۷۳ء میں تیار ہوئی۔
ڈیوڑھی سے آگے بڑھیں تو مسجد کا وسیع اور فراخ صحن آتا ہے جو شمالاً جنوباً ۵۰۳ فٹ طویل اور شرقاً غرباً ۵۲۷ فٹ عریض ہے۔ اس کے عین وسط میں اونچا حوض ہے اور جانب غرب ایک اونچا چبوترہ ہے جس کی چھت تین عظیم الشان سنگ مرمر کے گنبدوں سے بنی ہے جن پر سنہری کلس لگے ہیں۔ ان گنبدوں کے نیچے بڑا ہال ہے اور کئی بڑے دروازے جانب شرق اس پر

کھلتے ہیں - ان کے آگے ایک اور ہال ہے جس کا درمیانی محرابی
دروازہ نہایت بلند اور رفیع الشان ہے - یہ مکان ذی شان
جس کا چپہ چپہ اہل اسلام کے ناصیہ سائی کے لئے وقف ہے -
ایسا عالیشان اور بارعب ہے کہ سیاح جہاں بین اور دہقان
سادہ لوح دونو اس کے در و دیوار کو ٹکٹکی لگائے کھڑے دیکھا کرتے
ہیں - وہ گرانڈیل اور بڑے بڑے محراب - وہ سادے سنجیدہ مگر
شاندار گل بوٹے - وہ نور کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ممبر جس پر
اللہُ اکبر کی صدا گونجتی ہے - واقعی ایک ایسا نظر فریب اور دلکش
منظر ہے جس کی کیفیت قابل ملاحظہ ہے - نہ لائق بیاں ؞

صحن کے چاروں کونوں پر چار سنگ سُرخ سے بنے ہوئے
بلند مینار استادہ ہیں - یہ چار سادہ اور صاف بلندیاں اپنی سنجیدگی
اور بے ہمتا اونچائی کی وجہ سے ممتاز ہیں - اور میلوں دور سے نظر
پڑتی ہیں - ان کی اونچائی ۱۴۳ فٹ ۶ انچ اور حلقہ ۶۷ فٹ کا ہے
ان کے اوپر ایک اور گنبددار منزل تھی مگر ۱۸۴۰ع کے مہیب زلزلہ
نے اُسے صدمہ پہنچایا اور اُس کو اُتروانا پڑا - ۱۸۴۱ع میں راجہ
شیر سنگھ نے قلعہ میں ڈیرہ ڈال کر انہیں میناروں سے آگ برسائی
تھی اور جب ہیرا سنگھ نے سندھیانوالوں کا محاصرہ کیا تو اپنی چھوٹی
توپیں انہیں میناروں پر چڑھائی تھیں ؞

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں یہ مسجد میگزین اور فوجی سٹور کے لئے مستعمل ہوتی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ۱۸۵۶ء میں اسے مسلمانوں کے لئے واگزار کرا دیا۔ اور انجمن اسلامیہ نے ایک لاکھ سے زیادہ روپے لگا کر اس کی نہایت قابل تعریف مرمت کرائی۔ اور اب اس مسجد کا انتظام و اہتمام بھی اسی انجمن کے ہاتھ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں وہ مصالحہ صرف ہوا ہے جو داراشکوہ نے حضرت میاں میرؒ کا روضہ بنانے کے لئے مہیا کیا تھا۔ ابھی وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پایا تھا۔ کہ سلطنت پر عالمگیر متصرف ہو گیا اور اس متشرع بادشاہ نے اس مصالح سے اس مسجد کی بنا ڈالی ⁂

تبرکات عالیات

مسجد کی ڈیوڑھی کے بالاخانہ پر تبرکات و زیارات رکھی ہیں یہ زیارات امیر تیمور کو ۸۰۳ھ میں دمشق سے دستیاب ہوئیں اور بابر انہیں ہندوستان لایا۔ محمد شاہ کی وفات کے بعد گردش زمانہ سے کہیں کی کہیں پہنچتی رہیں۔ اور ایک دفعہ شاہ محمد اور پیر محمد ساکنانِ جموں نے اسّی ہزار روپے میں لیکر انہیں آپس میں تقسیم کر لیا۔ پیر محمد نے اپنے حصہ کی زیارات رسول نگر میں رکھیں اور سمت ۱۸۰۱ بکرمی میں فتح رسول نگر کے بعد سردار لہنا سنگھ والد مہاراجہ

رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آئیں ۱۲۱۱ھ میں شاہ زمان کے آنے پر مہاراجہ نے یہ تبرکات بی بی مہتاب کور کے پاس قلعہ کیریاں میں بھیجدئے۔ وہاں ایک دن قلعہ میں اس قدر آگ لگی کہ ہر خشک وتر جل گیا۔ جب آگ کے شعلے میگزین کے پاس پہنچے جس کے بالاخانہ پر یہ تبرکات رکھے تھے تو آگ خود بخود بجھ گئی اور ہندو مسلمان ان کی عظمت و بزرگی کے قائل ہو گئے مسماۃ سدا کنور کے مرنے پر یہ زیارات مہاراجہ شیر سنگھ کے قبضہ میں آئیں۔ اور یکم اسوج سمت ۱۹۰۰ بکرمی تک اس کے پاس رہیں اس کے بعد کچھ دن ہیرا سنگھ ان پر قابض رہا۔ ہیرا سنگھ کے مرنے پر پھر سرکار سکھ کے قبضہ میں آئیں اور آخرکار پنجاب کے ساتھ حکومت برطانیہ کے پاس منتقل ہوئیں اور اس نے کمال مہربانی سے مسلمانوں کو مرحمت کیں۔

جو زیارات شاہ محمد کے حصہ میں آئیں تھیں وہ اس کے گھرانہ میں رہیں اور بالآخر فقیر سید نور الدین نے انہیں خریدا اور اب یہ تمام اس بالاخانہ میں موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار۔ کلاہ۔ سبز جبہ۔ سفید پاجامہ۔ نشانِ قدم۔ نعلین۔ علم سفید۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورہ الحمد۔ کلاہ۔

دستار۔ تعویذ ✢

۳۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاڑھے ہوئے رومال اور جائے نماز

۴۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورۂ یٰسین۔ صندلی رنگ کی دستار۔ کلاہ۔ علم اور رومال جس پر خون کے داغ ہیں

۵۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چادر اور جائے نماز ✢

۶۔ کربلائے معلّے کی سرخ مٹی ✢

۷۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا دانت ✢

۸۔ آنحضرت صلعم۔ حسنین علیہم السلام اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے غلاف وغیرہ ✢

قلعہ

جائے وقوع۔ شہر سے شمال کی طرف۔ روشنائی دروازہ کے ملحق

قلعہ لاہور شہر کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اس کی دیوار نہایت مضبوط اور بلند ہے جس میں جابجا بندوقوں اور چھوٹی توپوں کے لئے سوراخ رکھے گئے ہیں۔ اس قلعہ کو اکبر نے پرانے قلعہ کے کھنڈرات پر بنوایا تھا۔ قلعہ کا اصلی دروازہ اکبری دروازہ ہے جو شاہی مسجد کے عین مقابل واقع ہوا ہے۔ اس کی کیفیت اور مضبوطی قابل دید ہے ۱۸۴۱ء میں مہاراجہ شیر سنگھ نے

اسی دروازہ کو بارہ توپوں کا نشانہ بنایا تھا۔ جن کے گولوں کے نشان اب تک موجود ہیں ÷

داخلہ کا موجودہ دروازہ مغرب کی طرف ہے جس پر ہر وقت گوروں کا پہرہ رہتا ہے اور بغیر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاصل کئے عام زائرین کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس دروازہ سے محل کے دروازہ تک جو قریباً ۵۰ گز کے فاصلہ پر ہے۔ دونو طرف دیواروں پر نہایت عجیب اور خوشنما چینی کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ جن میں طرح طرح کے جلوس کشتیاں اور جانوروں کی لڑائیاں وغیرہ دکھائی گئی ہیں۔ جہانگیر کے انتقال سے ایک سال بیشتر ۱۶۲۶ء میں مسٹر ٹامس ہربرٹ یہاں آیا تھا۔ اُس نے ان تصویروں کے حالات لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے یہ تصویریں بنوائی تھیں نشان صلیب اور حضرت مریم کی تصویر بھی موجود ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ جہانگیر مذہب عیسوی کو کس قدر عزت کی نظر سے دیکھتا تھا ÷

قلعہ اور محلات مشرق سے مغرب تک ۵۰۰ فٹ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی بنا اور تکمیل میں چار شہنشاہوں نے حصہ لیا ہے۔ مشرقی انجام کی طرف **اکبر** کے محل کی بنیادیں

ہیں۔ زاں بعد صحن جہانگیری ہے جس کے دونو طرف دو بُرج نما پیشانیاں ہیں۔ پھر ششش پہلو برجوں کے درمیان ایک اور دیوار ہے۔ جسے شاہجہان کی تعمیر کی ہوئی بتاتے ہیں۔ اس کو اورنگ زیب اور سِکھوں نے بھی وسعت دی ہے۔

دروازہ داخلہ سے آگے چلکر ایک اور دروازہ آتا ہے جسے ھنتیہ پول دروازہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ بیگمات ہواخوری کو جاتے ہوئے ہاتھیوں پر سوار اسی دروازہ سے گزرا کرتی تھیں یہ گاتھک طرز کا بنا ہوا شاندار دروازہ ہے جس پر چینی کا کام خوب بہار دکھاتا ہے۔ اس پر فارسی اشعار میں شاہ برج کی بنا کی تاریخ ۱۰۴۱ھ سنہ ہجری لکھی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ برج شاہجہان نے عین جھروکہ کے سامنے بنوایا تھا۔ یہ شاہ برج اور اُس کے متعلقہ عمارات اگرچہ اب موجود نہیں۔ لیکن دروازہ اب تک قائم ہے۔

لوہ کا مندر قلعہ کے شمال مغربی جانب ایک پُرانا دروازہ تھا۔ جو اب بند ہے۔ اس کے پاس کی بارکیں کمسریٹ کے گودام کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان گوداموں کے شمال کی طرف ایک گڑھا دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ جس کے اندر لوہ ابن رامچندر جی کا مندر ہے۔ اس کی سطح قلعہ کی بیرونی زمین کے مساوی ہے

جس سے اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ لاہور کو راجہ لوہ ہی
کا بسایا ہوا خیال کیا جاتا ہے۔ لوہ کے مندر کے شمال میں شاہی
حرم کے محل تھے۔ جن کے صرف تہ خانے باقی ہیں اور وہ اب
بطور گودام شراب استعمال ہوتے ہیں ۔

دیوان عام آج کل قلعہ بارکوں کا ایک چوک سا نظر آتا ہے۔ جس میں
گورہ فوجوں۔ توپخانہ۔ میگزینوں اور سٹور کے لئے گنجائش نکالی گئی
ہے۔ درمیان کی بارک پہلے شاہجہاں کی تخت گاہ تھی - اور یہ
دیوان عام کئی ستونوں پر کھڑا ہوا ایک وسیع ہال تھا۔ جب تیار ہوا
تو نجومیوں سے پوچھ کر شبھ گھڑی میں شہنشاہ اس میں داخل ہوئے تھے

دیوان خاص یہ وسیع کمرے جو شہنشاہ کی پرائیویٹ ملاقات کے لئے
بنے تھے۔ اب بطور سپاہیوں کی جائے رہائش کے استعمال ہوتے
ہیں۔ دیوان عام میں جس وقت شہنشاہ تشریف فرما ہوتے۔ نقارخانہ
میں نوبت بجتی اور فوج اپنی زرق برق وردیاں پہنے شہنشاہ کے
سامنے سے گزرتی اور بقول برنیر کوئی ایک گھنٹہ تک یہ جلسہ
رہتا۔ پھر شہنشاہ مشاغل ملکی میں مصروف ہو جاتے۔ شہزادے۔
سفیر۔ امرا۔ وزرا۔ بڑے بڑے خان۔ نواب۔ راجے اور مہاراجے
مجرے کے لئے حاضر ہوتے اور ہر جنگلہ پر آداب و کورنش بجا لاتے
ہوئے۔ نقیبوں کی صداؤں کی گونج میں اپنے اپنے موقع پر جا بیٹھتے

نوواردوں کی آنکھیں اس عظمت وجلال کو دیکھ کر جھپک جاتی تھیں ؂

خوابگاہیں جہانگیر کی بڑی خواب گاہ اور شاہجہاں کی خوابگاہیں بھی قابل ملاحظہ ہیں جن کی سرکار انگریزی نے بہت کچھ مرمت کرائی ہے۔ بادشاہ رات کو یہاں استراحت فرماتے تھے۔ باہر تاتاری سپاہ کا پہرہ ہوتا تھا۔ اور صبح کو جھروکہ سے امرائے دربار کو درشن دیا کرتے تھے ؂

موتی مسجد ان کمروں اور بارکوں کے مغرب کی طرف موتی مسجد ہے جہانگیر نے شاہی حرم کے لئے بنوائی تھی۔ سکھوں نے اس شاندار مسجد کی برجیوں اور گنبدوں پر سے قیمتی پتھر اکھیڑ لئے ہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کا نام موتی مندر رکھکر اسے بطور خزانہ استعمال کیا تھا۔ سرکار انگریزی کے زمانہ میں بھی اس میں خزانہ ہی رکھا جاتا رہا۔ مگر اب کچھ عرصہ سے واگزار ہو گئی ہے اور مسلمان اس میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کا صحن شمالاً جنوباً ۵۰ فٹ اور شرقاً غرباً ۳۴ فٹ ہے ؂

غسل خانے شاہی حمام موتی مسجد اور تخت گاہ کے مابین واقع اور اب بطور ہسپتال استعمال ہوتے ہیں۔ بادشاہ ان میں اپنے امرا کو بلاکر مہمات ملکی میں مشورہ بھی لیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں صرف اعلےٰ درجے کے امرا کو بار نصیب ہوتا تھا ؂

نولکھا مثمن برج کو جاتے ہوئے ایک سنگِ مرمر کی نہایت خوبصورت نشستگاہ نظر آتی ہے جس کی چھت کے کناروں پر نہایت خوشنما مرمر کی جالی بنی ہوئی ہے ۔ اسے اورنگ زیب نے نولاکھ کے خرچ سے بنایا تھا۔ اس کا قیمتی کام بہت کچھ خراب ہو چکا ہے ۔ اور گراں بہا پتھر نکال لئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ نفیس عمارت اور اس کی پسندیدہ طرز دلکش و دلفریب ہے ؂

شیش محل شیش محل کچھ شاہجہاں اور کچھ اورنگ زیب نے تیار کرایا ہے ۔ اس میں تمام چمکدار شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ بیچ کا سفید مصالحہ اُن کی زینت کو دو بالا کرتا ہے ۔ اوپر کے کمرے نہایت مکلف نقش و نگار سے آراستہ ہیں ۔ سنہری رُپہلی کام اور اُن میں شیشے جڑے ہوئے کیا خوشنما معلوم دیتے ہیں۔ صحن میں ایک وسیع حوض ہے جس کے وسط میں فوّارہ لگا ہے ؂

سلاح خانہ شیش محل کے مقابل کے کمروں میں سے ایک کو لکڑی کی کٹہرے اور دروازے لگا کر بند کیا گیا ہے ۔ اس میں ہتھیار رکھے ہوئے ہیں ۔ پہلے یہ سلاح خانہ سکھوں کا تھا۔ یہاں گرز، تلواریں، ڈھالیں، بندوقیں، خود، چار آئینے اور پستول وغیرہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ گرو گوبند جی کا گرز۔ پٹھانوں کے چاقو، اکالیوں کے چکر، سکھوں کی کرچیں، ہندوؤں کے کٹار، ایرانیوں کے پیش قبض

وغیرہ سجائے گئے ہیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سپاہیوں کی وردیاں۔ جھنڈے وغیرہ بھی ہیں۔ دو تلواریں ہیں جن کے ساتھ کوفتگری کے کمربند ہیں اور اُن پر عربی عبارتیں کندہ ہیں

مقبرہ جہانگیر

جائے وقوع۔ دریائے راوی کے پار۔ شاہدرہ نزدیک لاہور سے ۳ میل شمال مغرب کی طرف

سرائے جہانگیر راوی کے ریل والے پل سے آگے اُتر کر کچھ تھوڑا ہی دُور آگے جائیں تو ایک عظیم الشان دروازہ نظر آتا ہے۔ یہی سرائے کا دروازہ ہے۔ دروازہ سے گزر کر ایک وسیع صحن میں پہنچتے ہیں جو قریباً چار سو قدم مربع ہے۔ اس کے چاروں طرف مسافروں کی رہائش کے لئے حجرے بنے ہوئے ہیں جو اب شکستہ حالت میں ہیں۔ شمال کی طرف سرائے کا دوسرا وسیع دروازہ پہلے دروازہ کے جواب میں واقع ہؤا ہے۔ مغرب کی طرف ایک مسجد مع حوض و چبوترہ کے بنائی گئی ہے اور مشرق کی طرف ایک اَور شاہی دروازہ ہے جو مقبرہ جہانگیر اور باغِ دلکشا پر کھلتا ہے۔ اس دروازہ کی پارینہ عظمت اس کے مٹے ہوئے نقش و نگار سے بھی ہویدا ہے سنگِ سُرخ میں مرمر کا سفید باریک کام۔ خوبصورت گل بوٹے۔

دلکش نقش و نگار جن پر اگرچہ تیز رفتار ابلقِ ایام کی گرد پڑ گئی ہے
مگر اس دھندلی چادر غبار میں سے بھی اپنی جھلک دکھا رہے ہیں۔

باغ دلکشا

اس دروازہ سے آگے بڑھیں تو باغ دلکشا ہے۔
یہ ملکہ نور جہان شہنشاہ کی چہیتی بیگم کا باغ تھا اور جہانگیر
اپنی وصیت کے مطابق اسی باغ میں دفنایا گیا۔ یہ باغ پکی
چار دیواری سے گھرا ہوا چھ سو گز مربع زمین پر واقع ہے۔ عین
وسط میں مقبرہ کی عمارت ہے۔ اور ایک نہر باغ کو برابر کے چار
حصّوں میں تقسیم کرتی ہے جس کے ہر گوشے پر ایک ایک ہشت پہلو
اور ہر دو ہشت پہلو حوضوں کے درمیان ایک ایک مربع حوض
نہایت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے۔ ان حوضوں کے خوبصورت
فوّارے اور سنگ سُرخ کی دلکش آبشاریں خصوصاً موسم برسات
میں عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ باغ کی جنوب مشرقی دیوار دریائے
راوی کی نذر ہو چکی ہے۔ عام حالت بھی نہایت قابل افسوس
تھی۔ مگر اب گورنمنٹ نے سرائے اور مقبرہ کی مرمت کے ساتھ
باغ کی حالت بھی بہت کچھ سُدھار دی ہے نہر اور حوضوں کو
از سر نو تعمیر کیا ہے۔ مٹی کے نل اُکھڑوا کر لوہے کے نل لگوائے
ہیں۔ فوّاروں اور آبشاروں میں پانی پہنچانے کے لئے ایک
بہت بڑا انجن لگایا گیا ہے۔ گنجان درختوں کو کاٹ چھانٹ کر

خوشنماون (lawns) بنادئے ہیں جن سے مقبرہ کا منظر نہایت صاف اور دلکش ہوگیا ہے ۔

مقبرہ سُرخ چبوترہ پر مقبرہ کی شاندار عمارت نہایت دلکش ادا میں اپنی بہار دکھا رہی ہے ۔ یہی شہنشاہ نورالدین جہانگیر ابن جلال الدین اکبر نوّر اللہ مرقدہٗ کا روضہ ہے ۔ اسے شاہجہان نے دس لاکھ کے خرچ سے بنایا اور کہتے ہیں کہ دس سال کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا ۔ جہانگیر کی وصیّت تھی کہ اس کی قبر کھلی ہوا میں بنائی جائے ۔ اس لئے شاہجہان نے مرقد کے عین اوپر چھت کو کھلا چھوڑ دیا تھا اور موجودہ چھت بعد کی بنی ہوئی معلوم دیتی ہے ۔ یہ عمارت بالکل مربع ہے ۔ چاروں طرف نو نو عظیم الشان دروازے ہیں اور چاروں کونوں پر چار خوشنما سنگِ مرمر کے زرد اور سفید مینار کھڑے ہیں ۔ سیڑھیاں چڑھکر اوپر جائیں تو ۲۱۱ فٹ ۵ انچ مربع وسیع اور فراخ چھت آتی ہے جس کا فرش زنگار رنگ پتھروں سے ایسا عجیب اور دلکش بنایا گیا ہے ۔ گویا ہو بہو ایک خوشرنگ اور خوبصورت جاجم بچھی ہوئی ہے ۔ کبھی اس چھت کے چاروں طرف سنگِ مرمر کے جالیدار کٹہرے لگے ہوئے تھے جو سکھوں نے اُتروا کر امرتسر پہنچا دئے ۔ اب سرکارِ انگریزی نے پیشانی

کی طرف ویسے ہی کٹہرے پھر لگوا دئے ہیں۔ چھت کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں جن کی بلندی چھت سے ۹۵ فٹ اونچی ہے۔ ان پر چڑھ جائیے اور دیکھئے کہ چاروں طرف سبزہ کی بہار، بیچ میں اژدہا کی طرح دریائے راوی کا لہرانا۔ دریا کے پرلی طرف شہر کی عالیشان عمارتوں اور شاہی مسجد کے بلند میناروں کا آسمان سے باتیں کرنا ایک ایسا دلکش سین پیدا کرتا ہے کہ جلوہ گاہِ قدرت کے تماشائی پہروں یہیں بیٹھے ہوئے اس جانفزا منظر کا لطف اُٹھایا کرتے اور عالم کی نیرنگیوں کا تماشا دیکھا کرتے ہیں۔

ان پُرلطف مناظر کی بہار دیکھ کر نیچے آئیے اور شہنشاہ کے خموش دربار میں ادب کے ساتھ تشریف لے چلیئے۔ اطلس کمخواب اور پھولوں کی سیج پر سونے والا شہنشاہ اب سفید ٹھنڈے مرمر کے نیچے خواب راحت میں مصروف ہے اور اُس گزشتہ عظمت و جلال کا بقیہ شاید اب اس چاردیواری کے دُھندلے اور گردش ایام سے مٹتے ہوئے آثار میں باقی رہ گیا ہے جو اس شہنشاہ کی تربت پر اس کی شہرت کی طرح اب تک موجود ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔ مزار کے چاروں طرف بیل بوٹوں کا کام نہایت خوشنما

عین اُسی طرز کا بنا ہوا ہے جیسا روضۂ تاج محل ۔ سو دو طرف باری تعالےٰ کے ننانوے نام اور اوپر کی طرف قرآن مجید کی چند متبرک آیات کندہ ہیں ۔ پائنتی کی طرف لکھا ہے "مرقد منوّر اعلیٰ حضرت غفران پناہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ فی سنہ ۱۰۳۷ ہجری" خالصہ حکومت میں پہلے لہنا سنگھ سردار کے ہاتھوں اس ذیشان عمارت کو بہت کچھ ضرر پہنچا ۔ پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہاں کے قیمتی پتھر اُتروا کر دربار صاحب امرتسر میں لگوادئے ۔ اور یہ مقبرہ ایک فرانسیسی افسر ایم ۔ الیس کو رہنے کے لئے دیدیا ۔ اُس کے بعد سلطان محمد خان برادر امیر دوست محمد خاں کو یہ جگہ ملی اور اُن کے ہمراہیوں نے اس کے پتھر چرا کر اور عمارت میں آگ جلا جلا کر اس کا ستیاناس کر دیا ۔ سرکار نے پہلے ۱۸۹۰ء میں پھر ۱۹۰۸ء میں بصرفِ زرِ کثیر اس کی مرمت کرائی ۔ اور اس قابل بنا دیا کہ بہار کے موسم میں شہر کے لوگ سیر کے لئے اس میں جا کر اپنی زندگی میں سے تھوڑا سا وقت اس عالیشان شہنشاہ کے زیر سایہ خوشی کے ساتھ بسر کر آئیں ۔ اور سیّاحِ جہاں بین چشم عبرت سے دربار جہانگیری کا تماشا دیکھا جایا کریں ؂

مقبرۂ آصف جاہ

جائے وقوع۔ دریائے راوی کے پار۔ سرائے جہانگیر کے مغرب کی طرف دیوار بہ دیوار جہانگیر کی دلاور اور چہیتی بیگم ملکۂ نور جہاں کے بھائی اور شاہجہان کی دُلاری بیوی ملکہ تاج محل کے والد مرزا ابوالحسن آصف جاہ کا مقبرہ بھی سرائے جہانگیر کے دیوار بدیوار مغرب کی طرف ایک علیحدہ باغ کے اندر بنا ہؤا ہے۔ یہ ہشت پہلو مقبرہ جس پر ایک حُباب آسا مضبوط مگر عُریاں گنبد ہے۔ شاہجہاں نے چار سال میں تین لاکھ روپے کی لاگت سے بنوایا تھا۔ اور اپنی خوشنما چینی کاری کی وجہ سے سارے عالم میں شہرۂ آفاق تھا۔ اندر تمام سنگ مرمر کا فرش تھا جس میں رنگارنگ کے قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے۔ مقبرہ کے چاروں کونوں پر چار خوشنما فوارہ دار حوض تھے۔ اور اس خوبصورت باغ میں دلکشا روشیں آراستہ کی گئی تھیں۔ داخلہ کا دروازہ مضبوط۔ خوبصورت مُغلیہ طرز کا بنایا گیا تھا۔ مگر اب زمانہ کے ہاتھوں کیسا رہ گیا ہے؟ نہ سنگ مرمر کی سفید سلیں نہ قیمتی پتھر اور نہ چینی کا کام سب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُکھڑوا کر دربار امرتسر میں لگوا دیا۔ اور اب صرف برہنہ گنبد۔ ننگے

در و دیوار کھڑے ہیں۔ اور اپنے بارعب وسیع محرابوں سے گویا اپنے لٹیروں پر چین بجبیں ہو رہے ہیں۔ سنگِ مزار ابھی تک بچا ہؤا ہے اور اُس پر بالکل اُسی خوشنما خط میں کتبہ تحریر ہے۔ جیسا کہ شہنشاہ کے مرقد پر۔

آصف جاہ شاہجہاں کا سپہ سالار تھا اور بادشاہ نے اسے "یمین الدولہ" اور "خان خانان" کے معزز لقب سے ممتاز فرمایا تھا اس کی تنخواہ آج کل کے حساب سے ساڑھے چالیس لاکھ روپے سالانہ تھی۔ اس کا انتقال ۱۶۴۱ء میں بمقام لاہور ہؤا۔ اور مرنے کے وقت اس کی جائداد اڑھائی کروڑ روپے کی تھی جو اس کی وصیت کے بموجب خزانۂ سلطنت میں داخل کی گئی۔

مقبرۂ نورجہان بیگم

جائے وقوع ۔ مقبرۂ آصف جاہ کے مغرب میں ۔ ریلوے لائن کے دوسری طرف

مقبرہ آصف جاہ سے بھی زیادہ دردانگیز حالت مقبرہ نورجہان کی ہے۔ نورالدین جہانگیر کے دل کی بیگم۔ اُس کے عیش و طرب کی روح، ہندوستان کی شاعر اور حاضر جواب ملکہ، جس نے جہانگیر کے نام سے حکومت کی اور تمام ہندوستان کی عنان سلطنت کو

نہایت خوش اسلوبی سے اپنے ہاتھ میں لئے رکھا۔ اپنے ہمراز اور دلنواز بادشاہ سے علیحدہ تھوڑے فاصلہ پر ایک ٹوٹی پھوٹی بارہ دری میں سو رہی ہے جو ایک عظیم الشان مقبرہ کا کھنڈر ہے اور جسے زمانہ کا ہاتھ بڑی بیدردی سے مٹا رہا ہے +

۱۶۴۵ء میں اس ملکہ کا انتقال ہوا اور وہ اس عمارت میں جسے اس نے اپنے ہاتھوں بنوایا تھا مدفون ہوئی۔ مرقد کا تعویذ تک جس کی خوبصورتی اور زیبائش شہنشاہ کے تعویذ سے کچھ کم نہ تھی موجود نہیں۔ یہ تمام ذات دار کمرے اعلےٰ قسم کے سنگِ مرمر سے بنے ہوئے تھے اور اُن پر بہترین کام کیا ہوا تھا۔ مگر وہ تمام آرائش و زیبائش رنجیت سنگھ نے اُتروا کر دربارِ امرتسر کی نذر کی۔ مسٹر فوگرسن کا قول ہے کہ "دربار امرتسر کی عظمت آدھی سے زیادہ اُن سنگِ مرمر کی سلوں سے حاصل ہوئی ہے۔ جو صرف اس مقبرہ سے اُتروائی گئی تھیں"۔ اب صرف ایک منزلہ ٹوٹی پھوٹی عمارت رہ گئی ہے جس کا قطر ۱۳۵ فٹ ہے +

اندر دو نشانِ مرقد ہیں۔ ایک مہرالنسا نورجہاں کا دوسرا اس کی دختر لاڈلی بیگم کا۔ ان کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس میں لاشیں مدفون ہیں۔ جب رنجیت سنگھ اس مقبرہ سے پتھر اُتروا چکا تو اُس نے نیچے کے تہ خانے بھی کھلوائے۔ جہاں صرف دو لاشوں

کے صندوق لوہے کے جھولوں میں لٹکے ہوئے تھے اُس نے جھولے تُڑوا ڈالے اور لاشوں کے صندوق زمین میں گڑوا دئے۔ اور سب سے بڑا ستم یہ کیا کہ تہ خانہ کا مُنہ بھی کھلا چھوڑ دیا۔ اور وحشی جانوروں نے تمام تہ خانہ خراب کر ڈالا۔

الغرض یہ حسن و عقل کی ملکہ جس طرح جنگل میں پیدا ہوئی اُسی طرح اب سنسان جنگل میں سو رہی ہے۔ اور اس کے مقبرہ کی کس مپرسی کا وہی عالم ہے جو اُس نے خود اپنے شعر میں لکھا تھا کہ

بر مزارِ ما غریباں نے چراغ و نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد۔ نے صدائے بلبلے

بارہ دری مرزا کامران

جائے وقوع۔ دریائے راوی کے دوسرے کنارے کشتیوں کے پل کے انجام پر

مرزا کامران شاہ ہمایوں کا بھائی اور بابر کا بیٹا تھا۔ اس نے ایک نہایت نفیس باغ اور یہ بارہ دری اُس زمانہ میں بنوائی تھی۔ جبکہ دریائے راوی یہاں سے دو میل دور قلعہ کے نیچے بہتا تھا۔ دریا کے اس طرف ہٹ آنے سے بہت سے مغلیہ اُمرا کے باغات تباہ ہو گئے ہیں مرزا کامران کا باغ بھی نہیں رہا۔ مگر بارہ دری کا بہت سا حصہ ابھی

تک اُسی طرح کھڑا ہے قریباً ۲۰ سال سے دریا کی بیخ کُن لہریں اُس کی بنیادوں پر تھپیڑے مار رہی ہیں۔ مگر سوائے بہت تھوڑے حصہ کے جو اپنے مضبوط مصالحوں کی وجہ سے پتھر کی سل کی طرح گرا ہؤا پڑا ہے۔ باقی اُسی طرح قائم ہے۔ اور دریا کے کنارے عجب دبدبہ سے اونچے مقام پر یوں کھڑا معلوم دیتا ہے۔ جیسے دریا کی لہروں پر حقارت کی نظر ڈال رہا ہے ٭

آج کل یہ بارہ دری محکمہ پبلک ورکس کی سیرگاہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور اکثر انگریز یہاں آکر مچھلی کا شکار کھیلنے اور دریا کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں ٭

شالا مار باغ

جائے وقوع۔ لاہور سے ۳ میل کے فاصلہ پر۔ امرتسر جاتے ہوئے جرنیلی سڑک کے کنارے

نام | مُلا عبدالحمید لاہوری کے "بادشاہ نامے" میں جو شاہجہان کے حکم سے لکھا گیا۔ اور "مُعاصر عالمگیری" میں جو شاہ عالم کے وقت میں قلمبند ہوئی۔ اس باغ کا نام "فرح بخش" لکھا ہؤا ہے۔ دربار رنجیت سنگھ میں اس کی وجہ تسمیہ پر بحث ہوئی اور بیان کیا گیا۔ "شالا" سنسکرت میں گھر کو کہتے ہیں اور "مار" خوشی کو جس کے معنی ہوئے "طرب خانہ"

یعنی خوشی کا گھر۔ مگر رنجیت سنگھ اسے شہلا باغ (یا باغِ شہلہ) یعنی باغِ معشوق کہا کرتا تھا۔ اور یہی نام تحریروں میں درج ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے عوام الناس میں "شالا باغ" اور "شالامار باغ" مشہور ہوگیا۔

تاریخ بنا یہ باغ بطور شاہی تفریح گاہ کے ۱۶۴۲ء میں شاہجہان کے حکم سے شالامارِ کشمیر کے نمونہ پر بنوایا گیا۔ اس کا اہتمام خلیل اللہ خاں کے ہاتھ میں تھا۔ باغ اور عمارت پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے اور ایک سال چار ماہ اور پانچ روز کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا۔

وسعت شالامار باغ پنجاب بھر میں سب سے بڑا اور دلکشا باغ ہے۔ اس کے گرداگرد ایک اونچی پکی دیوار شرقاً غرباً ۸۰۰ قدم اور شمالاً جنوباً ۱۲۰۰ قدم لمبی بنائی گئی ہے۔ باغ کے تین حصے ہیں ہر ایک دوسرے سے ۱۲ اور ۱۵ فٹ اونچا ہے۔ کُل رقبہ کم وبیش ۸۰ ایکڑ ہوگا۔

تقسیم اور بناوٹ باغ کے اوپر کے تختہ کا نام "فرح بخش" اور نیچے کے دونو حصوں کو "فیض بخش" کہتے ہیں۔ تینوں تختوں کی سطح اس قدر ہموار ہے کہ جونہی پانی تختے کے سرے پر آتا ہے فوراً انجام تک تقسیم ہو جاتا ہے اور تمام فوارے یکدفعہ چھوٹ پڑتے ہیں۔ ایک عجیب صنعت یہ ہے کہ گو باغ کے اندر تین تختے ہیں اور ایک دوسرے سے بقدر دو مرد اونچا ہے۔ لیکن باہر سے دیکھو تو ایک ہی سطح معلوم

دیتی ہے جس کے گرد دیوار کھینچی گئی ہے +

فرح بخش یعنی اوپر کا تختہ صرف حرم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جو جنوب کی طرف آجکل داخلہ کا دروازہ ہے یہ بالکل بند تھا۔ یہ جگہ شاہی حرم کی خوابگاہ تھی۔ یہ دروازہ عہد انگریزی میں میجر میک گریگر ڈپٹی کمشنر لاہور نے کھلوایا ہے +

فرح بخش باغ کے انجام پر پہلے اور دوسرے تختہ کے مابین ایک قد آدم سنگ مرمر کی خوشنما جالی تھی جس سے گزرنا گویا موت کا حکم رکھتا تھا۔ تاتاری سپاہ ہر دم پہرہ پر کھڑی رہتی تھی سڑک امرتسر کی دوسری جانب شاہی محلات تھے جنہیں خواص دودھ پہنتے تھے۔ اور اس تختہ کو ایک پردہ دار راستے کے ذریعہ ان سے ملحق کیا ہوا تھا۔ ان محلات کی بنیادیں کرنیل نسبٹ ڈپٹی کمشنر لاہور کے زمانہ تک موجود تھیں۔ مگر بعد ازاں اُن کی اینٹیں نکلوا کر بیچ دی گئیں +

شہزادے۔ اُمرا اور خود شہنشاہ فیض بخش میں ہُوا کرتے تھے باغ میں داخل ہونے کے لئے صرف دو ہی عظیم الشان دروازے تھے جو اب بھی تیسرے تختہ کے مشرق و مغرب میں موجود ہیں +

نہر۔ تالاب اور آبشاریں

علی مردان خان کی نہر جو دو لاکھ روپے لگا کر راجپور (ضلع نورپور) سے لاہور تک بنائی گئی تھی۔ اُس

باغ کے درمیان سے گزرتی اور اُسے شاداب کرتی ہے۔ درمیانی حصے میں ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ نہر اور تالاب کے ذریعہ باغ میں ساڑھے چار سو فوارے چھوٹتے اور ہوا کو خوشگوار بنا کر مشام جان کو تازہ کرتے ہیں۔ علاوہ اور بہت سی خوبصورت آبشاروں کے سب سے بڑی اور دلکشا آبشار اُس بارہ دری کے نیچے بنی ہوئی ہے جو پہلے تختہ کے انجام پر واقع ہے۔ اس آبشار کے سامنے ایک سنگ مرمر کا بنا ہُوا تخت رکھا ہے۔ جس پر بیٹھ کر شہنشاہ اور شاہزادے لُطف باغ اُٹھایا کرتے تھے۔

بارہ دریاں۔ ساون بھادوں اور غسل خانے علاوہ اُن چند خوبصورت اور وسیع آرامگاہوں کے جو پہلے تختہ کے مشرق و مغرب اور جنوب میں بنی ہوئی ہیں۔ سب سے بڑی بارہ دری اِسی تختہ کے انجام پر بنائی گئی ہے۔ اس کی چھت پر کشمیری کام بجائے خود ایک قابل دید صنعت ہے۔ اس میں کھڑے ہو کر نیچے کے دونوں حصوں کا منظر۔ تالاب۔ فواروں اور بڑی آبشاروں کا سین نہایت دلکش اور دلفریب نظر آتا ہے اور خلدِ بریں کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ اور درمیانی تختہ میں تالاب کے مشرق و مغرب میں بھی ایک ایک خوشنما بارہ دری موجود ہے۔ دو خوبصورت سہ دریاں تالاب کے شمالی کنارے پر ہیں جن کے درمیان نیچے کی طرف

ساون بھادوں بنی ہوئی ہے ۔ اس کا نظارہ قابل دید ہے ۔ نہ لائق بیان ۔ ایک چھوٹا سا حوض ہے جس میں پانچ فوّارے لگے ہیں ۔ تین طرف کی دیواروں میں چھوٹے چھوٹے بے شمار طاق بنے ہیں ۔ جب فوّارے چھوٹتے ہیں اور ان طاقوں پر سے پانی جھرتا ہے تو بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ ساون کی جھڑی لگ رہی ہے ۔ یہ تمام طاق سنگ مرمر کے تھے مگر سکھوں کی طفیل اب صرف ایک طرف مرمر باقی رہ گیا ہے ۔

دوسرے تختہ میں مشرق کی طرف ترکی فیشن پر بنے ہوئے شاہی غسل خانے ہیں ۔ ان کے چار حصّے ہیں جن میں خوبصورت اور قابل دید حوض بنے ہوئے ہیں اور جو باہر مشرق کی طرف آگ جلا کر گرم کیئے جاتے تھے ۔

سیر یں اور میلے

پنجاب بھر میں سب سے بڑا میلہ یہی ہے جو مارچ کے اخیر ہفتہ اور اتوار کو شالامار باغ میں منایا جاتا ہے ۔ سارے پنجاب اور صوبہ شمال مغرب میں شاید ہی کوئی شہر ہوگا ۔ جہاں کے لوگ اس میلہ میں شریک نہ ہوتے ہوں ۔ دو روز تک باغ کے اندر اور باہر اس قدر جمگھٹ ہوتا ہے کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی ۔ اور ایک ایک حلوائی اور قلفہ والہ کی دکان پر کئی کئی ہزار کا سودا فروخت ہو جاتا ہے ۔

اس میلہ کے علاوہ بھی موسم بہار میں شہر کے لوگ آئے دن سیر کے لئے جاتے اور پکنک پارٹیاں کیا کرتے ہیں۔ اتوار کو تو خصوصیت سے باغ میں رونق رہتی ہے ٭

سکھوں کا زمانہ سکھوں نے اس شاندار باغ کو نہایت بیدردی سے خراب کیا اور اس کی تمام زیبائش کا ستیاناس کر ڈالا۔ لہنا سنگھ اور دوسرے لٹیروں نے اس کی بارہ دریوں کے قیمتی پتھر بیچے اور اس کے مرمروں پر مرم گئے۔ رنجیت سنگھ نے دربار صاحب اور رام باغ امرتسر کے لئے اس کے نیچے کھچے پتھر بھی اکھڑوا لئے۔ بڑی بارہ دری تمام سنگ مرمر کی تھی اور سر سے پاؤں تک دُودھ کی طرح سفید ایک سانچہ میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ مگر مہاراجہ نے پتھر اُتروا کر اینٹوں پر پلستر کرا دیا جو اب تک موجود ہے تالاب کے شرقی اور غربی بارہ دریاں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔ اُن سے بھی یہی سلوک ہوا ٭

نیویں (نیچی) مسجد

جائے وقوع۔ چوک متی۔ کوچہ ڈوگراں

یہ پُرانی اور مضبوط مسجد اس لحاظ سے ضرور قابل دید ہے کہ اس کی کرسی سطح زمین سے ایک منزل نیچی واقع ہوئی ہے۔

جس وقت بنی ہے۔ اُس وقت ضرور سطح زمین کے ہموار ہوگی۔
مگر مرور زمانہ سے دن بدن نیچے ہوتی چلی جاتی ہے +
اسے ذوالفقار خان نے تعمیر کرایا تھا۔ جو خاندان لودی
کے وقت ایک معزز امیر اور صوبہ لاہور کا دیوان تھا +
عمارت فراخ۔ بڑی بڑی محرابیں۔ اور چھت گنبددار
اور موجودہ زمانہ میں عجائبات سے شمار ہوتی ہے +

مسجد سردار خاں

جائے وقوع۔ موضع مزنگ کے مغرب میں فیروزپور روڈ پر
یہ مسجد اپنی عجیب و غریب بناوٹ کے لحاظ سے ایک قابل دید
عمارت ہے۔ سردار خان نمبردار مزنگ نے بنانا شروع کیا تھا
مگر تکمیل سے پہلے خود اُس کی عمر کا جام لبریز ہوگیا۔ پھر بھی
مسجد کا بہت سا حصہ بن چکا تھا۔ جو اب بہت کچھ خستہ حالت
میں ہے۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں جنوبی مینار کا بھی
ایک حصہ منہدم ہوگیا ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو زمانہ بہت
جلد اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیگا +

توپ زمزمہ

اگرچہ ایک توپ عمارات کے ذیل میں نہیں آسکتی۔ مگر چونکہ یہ ایک قدیمی آلۂ جنگ اور صنعت کے لحاظ سے قابل دید ہے۔ اسلئے قدیم عمارات کے اخیر میں اس کا ذکر بھی موزوں ہے

جائے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر

توپ زمزمہ جسے بھنگیوں والی توپ بھی کہتے ہیں ۱۷۵۷ء میں شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی دُرّانی کے حکم سے شاہ نظیر نے تیار کی۔ دو توپیں بنوائی گئی تھیں۔ ایک یہ اور ایک اور جو کابل لے جاتے ہوئے دریائے چناب میں غرق ہو گئی یہ تانبے اور پیتل کی بنی ہوئی ہے جو ہندوؤں کے گھروں سے ایک ایک برتن بطور جزیہ لیکر اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس توپ کو ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ نے معرکہ پانی پت میں استعمال کیا تھا جاتی دفعہ اسے عابد بیگ صوبۂ لاہور کے پاس چھوڑ گیا۔ جس سے ہری سنگھ بھنگی نے ۱۷۶۲ء میں موضع خوجہ سعید پر (جو لاہور سے دو میل مشرق کی طرف واقع ہے) حملہ کر کے صوبہ کے اور بہت سے ہتھیاروں کے ساتھ لے لیا۔ کچھ دنوں لاہور کے شاہ برج پر یہی توپ چڑھی رہی۔ اور ۱۷۶۴ء میں لہنا سنگھ

اور گوجر سنگھ بھنگیوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اسی طرح بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ توپ گوجرانوالہ۔ گجرات اور پھر امرتسر میں تھوڑے تھوڑے سال رہی۔ بالآخر ۱۸۰۲ء میں رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آئی۔ اور اس نے اسے ڈسکہ قصور۔ سُجان پور۔ وزیرآباد اور ملتان کے محاصروں پر استعمال کیا۔ ملتان میں ۱۸۱۸ء میں یہ بہت خراب ہوگئی۔ اور لاہور کے دہلی دروازہ کے آگے لا رکھی گئی۔ جہاں یہ ۱۸۶۰ء تک پڑی رہی۔ اور ڈیوک آف ایڈنبرا کے آنے کے موقعہ پر پُرانے عجائب خانہ (مارکیٹ) کے سامنے رکھی گئی۔ اور اب دو سال سے پنجاب یونیورسٹی ہال کے سامنے رکھی ہوئی ہے ٭

یہ توپ ۱۴ فٹ ۴½ انچ لمبی ہے۔ اور اس کا سوراخ ۹½ انچ کھلا ہے ٭

مزارات

مزار۔ مقبرے۔ خانقاہیں اور مقدّس بزرگوں کی قبریں لاہور میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ مگران سب کے حالات لکھنے کے لئے نہ وقت اور نہ اس مختصر گائڈ میں گنجائش اسلئے ہم صرف اُن مشہور و معمور مزارات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جو اپنی تاریخی عظمت یا رُوحانی برکت سے اپنے میں ایک ایسی زبردست کشش رکھتے ہیں کہ ہر عقیدت مند مسلمان لاہور میں آکر ان مقدس مزارات پر حاضر ہوئے بغیر لاہور سے کبھی واپس نہیں ہو سکتا ؎

مزار داتا گنج بخش رحمۃ

جائے وقوع۔ لاہور سے جانب غرب۔ بھاٹی دروازہ کے باہر

یہ مزار لاہور کے تمام مزارات میں قدیم اور سب سے زیادہ بابرکت متصوّر ہوتا ہے بہت سے بزرگان سلف بھی بہ نیت استفادہ یہاں حاضر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہم نے بھی

اس مزار مبارک پر آ کر چلے گئے اور اپنے ارادتمندوں کو یہاں سے فیض حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ مسلمان سلاطین بھی اس مزار پر نہایت عقیدت سے حاضر ہوتے تھے۔ سلطان ابراھیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش نے خاص اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید اس مزار پر چڑھائے ہیں۔ جو اب تک نہایت حفاظت سے مزار کی شمالی سہ دری میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی بیسیوں بے نظیر اور قابل دید قلمی قرآن مجید وہاں رکھے ہوئے ہیں*

صاحب مزار شاہ مردان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ اور آپ کا سلسلہ بیعت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام علیؒ ہے۔ ہجویر کے رہنے والے اور بوجہ فیض بے پایان اور جود بیکران کے "داتا گنج بخش" مشہور ہیں۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے فرزند سلطان مسعود کے ساتھ سنہ ۴۳۱ھ ہجری میں رونق افزائے لاہور ہوئے اور سنہ ۴۶۵ھ میں واصل ذات حق ہو کر یہاں دفن کئے گئے*

اس عظیم الشان اور متبرک مقبرہ کے گرد سینکڑوں عالیشان عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ اور اس کی زمین کا رقبہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا چنانچہ بھاٹی دروازہ کے باہر شاہ شرف کا مقبرہ

(جہاں اب بھیڑ بکریوں کی منڈی لگتی ہے) اسی مقبرہ کے حوالی میں شمار ہوتا تھا۔ یہ عمارتیں اگرچہ غارت گروں کے دستِ تطاول سے کسی طرح بچ رہیں۔ مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دستِ تصرف سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ باوجودیکہ مہاراجہ کو اس مرقد سے خاص عقیدت تھی۔ اور ہزاروں روپے نذرانہ میں چڑھایا کرتا تھا۔ مگر پتھروں کی حرص نے یہاں تک مجبور کیا کہ سوائے مزار اور اس کی چار دیواری کے کل عمارت کو گرا کر اُن کا پتھر کچھ تو بارہ دری حضوری باغ میں لگا دیا۔ اور کچھ امرتسر بھیج دیا۔ جو اینٹیں بچ رہی تھیں وہ بنیادوں سے اُکھڑوا کر خشت فروشوں کے حوالہ کر دیں ⁺

مزار پر پہلے گنبد نہیں تھا۔ ۱۲۷۴ھ ہجری میں نور محمد سادھو نے بنوایا ہے اور اب تک اُس کی فیاضی کی یادگار ہے۔ مزار کی جانب شمال حضرت کی خود بنا کردہ مسجد موجود ہے۔ جس کی عمارت سنہ ۱۸۹۰ء میں تجدید کی گئی۔ اور اب بعض فیاض مسلمانوں نے مسجد کے علاوہ اور عمارات میں بھی توسیع اور ایزادی کر دی ہے بیرونی دروازہ بھی عالیشان بنایا گیا ہے ⁺

مزار کا انتظام خادموں کے ہاتھ میں ہے۔ سال میں دو مرتبہ اس مزار پر میلہ ہوتا ہے۔ اوّل ۱۰ ماہ صفر کو عرس کے ایام میں

دوسرے آخری چار شنبہ کے دن۔ دُور دُور سے آکر خلقت اس عرس میں شریک ہوتی ہے +

خانقاہ۔ مادھو لال حسینؒ

جائے وقوع۔ شالا مار باغ کے مشرق اور باغبانپورہ کے شمال میں یہ خانقاہ لاہور میں بہت مشہور اور زیارت گاہِ اُناث و ذکور ہے۔ حسینؒ اکبری عہد میں ایک سالک و مجذوب فقیر تھے ہزارہا ہندو مسلمان ان کی کرامات کے قائل اور اُن کی بزرگی کے معترف تھے۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک روز شاہ صاحب نے دکان لگائی اور ٹکے ٹکے لال (فرزند نرینہ) بیچنا شروع کیا۔ اور اسی روز سے لال حسین کا خطاب پایا۔ مگر یہ بھی روایت ہے کہ اکثر آپ کا لباس سُرخ رنگ کا ہوتا تھا۔ اُسی کی رنگینی آج تک لال حسین بنکر چمک رہی ہے آپ کلس رائے کی اولاد سے ہیں جو عہد ہمایوں میں مسلمان ہوا تھا مادھو ایک ہندو لڑکا تھا جو آپ کی نظرِ فیض اثر سے مسلمان ہو کر آپ کے مریدانِ خاص میں داخل ہوا۔ آپ کو بھی اُس سے دلی محبت تھی +

آپ کا انتقال ۱۰۰۸ھ ہجری میں ہوا اور شاہدرہ میں دفن کئے گئے مگر دریا کی کجرفتاری سے ڈر کر مادھو نے آپ کا صندوق موجودہ

مزار میں سپردِ خاک کیا۔ مادھو بھی ۱۰۵۶ھ ہجری میں جاں بحق ہو کر آپ کے ظلِ حمایت میں آرام گزین ہوُا ✦

مزار ایک چار دیواری میں واقع ہے جس میں اور بھی بہت سے مکانات قدیم اور جدید بنے ہوئے ہیں۔ مگر اکثر کی حالت قابلِ مرمت ہے ✦

اس مزار پر دو میلے ہوتے ہیں۔ایک تو بسنت کے روز۔ دوسرا ہر مارچ کے آخری ہفتہ کے روز۔ جسے میلہ چراغان یا میلہ شالامار باغ بھی کہتے ہیں۔ یہ میلہ دراصل آپ ہی کا عُرس ہے مگر چونکہ باغ قریب تھا اور تماشائیوں کا رجوع اُس طرف زیادہ ہوگیا۔ اسلئے باغ کی نسبت سے میلہ کا بھی یہی نام پڑ گیا ✦

درس میاں وڈاؒ

جائے وقوع۔ شالامار باغ سے جنوب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر۔

پنجابی میں درس مدرسہ کو اور وڈا بڑے کو کہتے ہیں۔ مُیاں وڈاؒ شیخ محمد اسمٰعیلؒ کا لقب تھا۔ جو اکبری عہد میں ایک عالم و فاضل اور صاحبِ ولایت بزرگ تھے۔ موضع ٹرگران علاقہ پوٹھوار کے رہنے والے اور قوم کے کھوکھر تھے۔ آپ ۹۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں تحصیل علم شروع کی۔ مخدوم

عبدالکریمؒ سے سلسلہ سہروردیہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا آخر ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے محلہ تیل واڑہ میں آپ نے ایک مسجد بنائی۔ اور اس مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس کی تعمیر ۱۰۰۸ھ میں ختم ہوئی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت میں اس مدرسہ کو بڑی رونق حاصل ہوئی۔ مگر مہاراجہ دلیپ سنگھ کے زمانہ میں راجہ سوچیت سنگھ سے لڑتے ہوئے سکھی فوج نے اس مدرسہ اور اس کی عمارات کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ مگر میاں سلطان ٹھیکہ دار مرحوم کی توجہ سے اس نقصان کی بہت کچھ تلافی ہو گئی اور آج کل یہ تین سوا تین سو سال کا قائم شدہ مدرسہ اچھی اطمینان بخش حالت میں مخلوق خدا کو فیض پہنچا رہا ہے۔ اور کیا بلحاظِ تاریخ اور کیا بلحاظِ اثراتِ روحانی ضرور قابل دید ہے۔

آج کل تنخو سے رائج ہے اور اپاہج طلبا مدرسہ میں قرآن شریف اور فقہ کی تعلیم پاتے ہیں جنہیں کل اخراجات خانقاہ سے ملتے ہیں۔ مدرسہ اور خانقاہ کے متعلق ہزار بارہ سو بیگھہ زمین اور شہر میں بہت سے مکانات وقف ہیں۔ انہیں سے مدرسہ اور متولیوں کا خرچ چلتا ہے۔

مزار شاہ ابوالمعالیؒ

جائے وقوع۔ موچی دروازہ کے باہر۔ گوال منڈی کے مشرق میں یہ مزار جسے عوام الناس "شبد رمالی" کہتے ہیں۔ لاہور کے مشہور مزارات میں شمار ہوتا ہے ٭

صاحب مزار شاہ خیر الدین ابوالمعالیؒ شاہجہان کے وقت میں ایک عالم۔ فاضل۔ خدا پرست اور صاحب زہد و تقویٰ بزرگ تھے۔ ۱۰ ذی الحجہ ۹۶۰ھ ہجری کو عید کے روز پیدا ہوئے۔ اور ۱۷۔ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو پینسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ لاکھوں آدمی آپ کے مرید تھے اور متعدد کتابیں آپ کی تصنیف سے اب تک موجود ہیں ٭

اس مقبرے کی بنیاد آپ نے خود اپنی زندگی میں رکھی تھی۔ مگر بقحوائے

"اگر پدر نتواند پسر تمام کند"

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ محمد باقرؒ نے اُسے انجام تک پہنچایا۔ مقبرہ کے ساتھ آپ نے مسجد بھی بنائی تھی۔ مگر سکھوں کے زمانہ میں غوثی خاں جرنیل توپخانہ نے اسی عمارت کی تجدید کی جو اب تک موجود ہے ٭

آپ کا عُرس ۱۷- ربیع الاول کو بڑی شان و شوکت سے ہوتا ہے اور عُرس کے علاوہ ہر عید کے روز سال میں دو بارونق میلے بھی ہوا کرتے ہیں +

مقبرہ میاں میرؒ

جائے وقوع - لاہور سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر - لاہور ملتان ریلوے لائن کے جانب مشرق یہ مقبرہ اپنی تاریخی عظمت اور صاحب مزار کے تقدس کے لحاظ سے ضرور قابل زیارت ہے +

لاہور کی چھاؤنی بھی پہلے اسی مزار کے نام سے موسوم تھی۔ مگر اب اس کا نام بدلکر لاہور چھاؤنی رکھا گیا ہے +

صاحب مزار شیخ محمد میر المشہور میاں میر بالا پیر سیستان کے رہنے والے سلسلہ قادریہ میں مرید اور شیخ خضر سیستانی کے خلیفہ ہیں۔ آپ ۱۰۴۵ہجری میں بعہد شاہجہان واصل بحق ہو کر اس مقبرہ میں دفن ہوئے۔ داراشکوہ نے جو آپ کے مرید شیخ محمد المشہور مُلا شاہؒ کا مرید تھا۔ آپ کے مقبرہ بنانے کا تہیہ کیا اور پہلے اپنے پیر مُلا شاہ کا مقبرہ بنایا جس کی چار دیواری میں اب موضع میاں میر آباد ہے اور جس کے قیمتی پتھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دستِ تصرف کی نذر ہو چکے ہیں۔ ابھی آپ کا مقبرہ بننے

نہ پایا تھا کہ سلطنت میں انقلاب ہوگیا۔ اورنگ زیب نے تختِ حکومت پر بیٹھ کر آپ کے متوسلان خاندان کی عرضداشت پر آپ کا موجودہ مقبرہ بنوایا تو سہی مگر ایسا نہ بن سکا جیسا دارا شکوہ بنانا چاہتا تھا ✤

خاص مقبرہ کے اندر چھت میں جو شیشہ کا کام ہو رہا ہے یہ ایک انگریز مسٹر بیٹیل نے بنوایا ہے جو مسٹر گین سوداگر کا ملازم تھا ✤

اس مزار پر سال بھر میں ۵ میلے ہوتے ہیں۔ ایک تو عُرس سالانہ۔ دوسرے ماہِ ساون کے ہر بُدھ کے روز اور ان کی وجہ سے مزار مبارک پر خاصی رونق ہو جاتی ہے ✤

روضہ حضرت ایشاںؒ

جائے وقوع۔ لاہور سے جانب مشرق۔ شالامار باغ کے راستے میں یہ روضہ بھی اپنی تاریخی عظمت اور صاحب مزار کی روحانی برکت کی وجہ سے ضرور قابل زیارت ہے ✤

حضرت ایشاں جن کا اصل نام خواجہ خاوند محمودؒ ہے بوجہ عظمت اس لقب سے بلائے جاتے ہیں۔ بخارا کے رہنے والے ذات کے سید اور سلسلہ نقشبندیہ کے صاحبِ کرامت فقیر تھے۔

۲۰ سال کی عمر میں سیر کے ارادہ سے سمرقند۔ ہرات۔ قندھار اور کابل ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ چونکہ آپ کی فیض صحبت سے اکثر شیعہ سُنی ہو جاتے تھے۔ اسلئے حُسین چک حاکم کشمیر نے جو شیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دیا۔ ابھی میعاد کے صرف پندرہ روز گزرے تھے۔ کہ کشمیر خاندان چک کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر شاہ جہانگیر کے قلمرو میں داخل ہوا۔ اس فتح کے چند سال بعد جہانگیر آپ کو کشمیر سے ہندوستان لایا۔ آپ دہلی و آگرہ کی سیر سے فارغ ہو کر لاہور آئے۔ اور لاہور کے زرین محلہ مغل پورہ میں ایک خانقاہ بنائی اور آخر الامر سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں ہمیشہ کے لئے اسی خانقاہ میں عزلت گزین ہو گئے ۔

نواب زکریا خان بہادر نے جو آپ کی اولاد میں سے تھا اس روضہ کو خوب آباد کیا۔ باغ لگایا۔ موجودہ مسجد بنائی۔ اور مقبرہ کے اردگرد محلہ مغل پورہ کو شاندار عمارتوں سے معمور کیا ۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں سردار گلاب سنگھ بھوونڈیہ نے اس روضہ کے پاس چھاؤنی ڈالی۔ جس سے روضہ کی عالیشان عمارتیں برباد ہو گئیں۔ باغ اُجڑ گیا۔ صحنِ مسجد اور قبروں کی اینٹیں خشت فروشوں نے نکالیں اور مزار کا تعویذ اتار کر مقبرہ میں بارود

بھری گئی ۔

عہد انگلشیہ میں بارود دریا بُرد ہو کر روضہ خالی ہوا۔ اور خواجہ احد کشمیری نے جو حضرت کی اولاد سے تھا۔ سر ہنری لارنس بہادر ریزیڈنٹ کشمیر کی مدد سے روضہ پر تصرّف حاصل کیا۔ مزارات دوبارہ بنوائے مسجد اور دیگر عمارت کی مرمّت کی اور محمد بخش صحاف لاہوری کو متولی مقرر کیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں زمانہ کا ہاتھ اس تاریخی عمارت کو پھر مٹانے لگا تھا۔ کہ ۱۹۳۳ء میں سرکار انگریزی نے کمال مہربانی فرما کر رائے بہادر لالہ کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویژن کی معرفت پھر شکست ریخت کی مرمت کرائی جس سے کچھ عرصہ یہ آثار الصنادید دست برد زمانہ سے محفوظ ہوئے۔ مگر اب پھر اُن کی حالت کسی قدر توجہ کی محتاج ہے ۔

مزار شاہ محمد غوثؒ

جائے وقوع ۔ آبادی شہر کے جانب مشرق ۔

دہلی اور اکبری دروازہ کے درمیان ۔ سرکلر روڈ پر

یہ مزار نہ صرف لاہور بلکہ دُور دراز کے مسلمانانِ عقیدت کیش کا مرجع وماوا ہے ۔

صاحبِ مزار حضرت **شاہ محمد غوث قادری** پشاور کے رہنے والے سلسلہ قادریہ کے صاحبِ عظمت رُکن۔ حضرت غوث الأعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحبِ تصرف بزرگ تھے۔ آپ نے تمام ہندوستان کی سیر کی۔ اور آخر بعہد محمد شاہ ۱۱۵۲ھ ہجری میں بمقام لاہور جاں بحق ہو کر یہاں مدفون ہوئے۔

یہ مزار یوں تو زمانہ کے دستِ تصرف سے بچا رہا۔ مگر کنور نونہال سنگھ کے زمانۂ اختیارات میں اِس نئی تجویز نے کہ لاہور کے چاروں طرف آدھ آدھ میل تک کل مکانات گرا کر اور درخت کٹوا کر چٹیل میدان کر دیا جائے"۔ اس مزار پر بھی آفت ڈھانی شروع کی۔ اور مزار کی چاردیواری۔ مسجد اور متعلقہ عمارات منہدم کر دی گئیں۔ رعایا نے اس صدمہ سے بہت کچھ چیخ پکار کی۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے"۔ مسٹر ڈلاویں نے جو اس کام کے مہتمم تھے تمام عمارات کو گرا کر خاص مزار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ابھی ایک رات باقی تھی اور صبح کو مزار مبارک پر دستِ گستاخ دراز ہونا تھا کہ اتفاقاً رات کو خود مہاراجہ کھڑک سنگھ کا قلعۂ وجود منہدم ہو گیا۔ اور اس موت سے مزار کو ایک دن کی مُہلت اور مل گئی۔ دوسرے دن کنور نونہال سنگھ جب باپ کی

نعش کو داغ دیکر قلعہ میں داخل ہونے لگا تو شلکِ سلامی کی گرج سے قلعہ کی ایک منڈیر نے گر کر اسکو اور اس کے ساتھ میاں اودھم سنگھ کو بھی ہمیشہ کے لیئے پیوندِ زمین بنا دیا۔ ان اتفاقی حادثات سے لوگوں کے دل دہل گئے اور اس مزار کی منہدمہ عمارات از سرِ نو بنکر تیار ہو گئیں +

اس مزار کی چار دیواری میں علاوہ ایک خوشنما مسجد کے جو غلام نبی کوٹھی دار کی مسجد کی جگہ میاں عزیز گکڑ و رئیس بارہ مولا کشمیر نے ۱۳۱۲ھ میں بنوائی ہے۔ سجادہ نشینوں کے پختہ مکانات اور ایک غوثیہ ہال بھی بنا ہوا ہے۔ جسے انجمن غوثیہ نے ۱۸۹۶ء میں تعمیر کیا تھا +

اس مزار پر سال میں ایک مرتبہ بماہ ربیع الاول عُرس ہوا کرتا ہے اور لاہور کے علاوہ امرتسر۔ پشاور وغیرہ سے کثرت کے ساتھ عقیدت مند مسلمان شریک ہوتے ہیں +

مندر اور سمادھیں

یوں تو لاہور میں سینکڑوں مقدس مندر اور بیسیوں سمادھیں ہیں۔ لیکن اگر تاریخی نظر سے دیکھا جائے تو ان میں شاید ایک بھی ایسا نہ نکلے جس کی تعمیر کو سو سال گزر گئے ہوں۔ اگرچہ بہت سے مندر قدیمی اور پرانے ہیں۔ مگر سکھوں کے عہد میں چونکہ قریب قریب سب کی عمارت میں تجدید ہو چکی ہے۔ اسلئے اب ایک مندر یا سمادھ کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کی عمارت قدیمی اور تاریخی لحاظ سے قابلِ دید ہے +

سوائے چند مستثنیات کے کسی مندر کی عمارت شاندار اور دیکھنے کے لائق بھی نہیں۔ جو باہر کے آنے والوں کو اپنی طرف کھینچے۔ اسلئے ہم اپنی گائیڈ میں مختصر طور پر صرف چند اُن مندروں یا سمادھوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں کیا بہ لحاظ تاریخ اور کیا بہ لحاظِ عمارت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور موجود ہے۔ جو سیاحوں کو وہاں تک لے جانے میں کامیاب ہو سکتی ہے +

سمادھ حقیقت رائے

جائے وقوع - لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر مشرق کی طرف - کوٹ خواجہ سعید کے پاس -

حقیقت رائے نواب زکریا خاں صوبہ دار لاہور کے زمانہ میں ایک سترہ سالہ نوجوان تھا - اور ایک مکتب میں فارسی پڑھا کرتا تھا اُستاد کی عدم موجودگی میں ایک ہم عمر مسلمان لڑکے سے کسی بات پر تکرار ہو پڑی - اور حقیقت رائے نے اُس مسلمان لڑکے کو رنج دینے کی نیت سے اہل بیت سرور کائنات (صلعم) کی شان میں گستاخی کی - اُستاد کے آنے پر تمام لڑکوں نے ملکر اس غمناک واقعہ کی رپورٹ کی - اور اُستاد نے غصہ میں قاضی شہر کے پاس حقیقت رائے کا چالان کر دیا - ایسے گستاخ مجرموں کی سزا مسلمانوں کے قانون فوجداری میں چونکہ موت قرار دی گئی ہے - ثبوت بہم پہنچ جانے پر قاضی نے حقیقت رائے کو بھی موت ہی کا حکم سُنایا - اور فیصلہ منظوری کے لئے حاکم اعلےٰ کے اجلاس میں بھیجدیا - حاکم اعلےٰ یعنی نواب ذکریا خان نے ملزم کی نوجوانی پر رحم کھاکر اُسے رہائی کی آخری تدبیر بتلائی اور اُس سے اس طرح نیک چلنی کی ضمانت طلب کی - کہ اگر وہ موجودہ جرم سے توبہ کرے

آئندہ کے لئے مشرف بہ اسلام ہو جائے تو رہا کر دیا جائے۔
مگر اس دھرم کے شیر نے ایسی ضمانت دینے سے انکار کیا
اور اپنے دھرم پر قربان ہو کر ہمیشہ کے لئے نام کر گیا۔ جس جگہ
اس شہیدِ ملت کی لاش جلائی گئی تھی۔ اُسی جگہ یہ سمادھ بنی
ہوئی ہے۔ اور اب تک ہزاروں ہندو مرد عورت عقیدتِ
دلی سے جا کر اس کی جبہ سائی کرتے ہیں۔ اور بسنت کا میلہ
بھی ہر سال اسی سمادھ پر مناتے ہیں ؛

؛ چوبارہ چھجو بھگت

جائے وقوع۔ ریلوے روڈ پر۔ چوک میں

چھجوؒ شاہجہان کے عہد میں توم بھاٹیہ سے ایک خدا رسیدہ
بھگت تھے۔ صرافی کی دکان کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت میاں میرؒ
شاہ بلاولؒ اور میاں وڈا صاحب کے فیضِ صحبت سے کچھ
ایسی خدا کی لو لگی کہ دنیائے دنی کو لات مار کر اپنے چوبارہ میں
گوشہ نشین ہو گئے۔ اور خدا کی یاد میں دن گزارنے لگے۔
چوبارہ میں ایک چوبی زینہ لگا رکھا تھا جو ہر وقت زمین سے
اُٹھا رہتا تھا۔ تاکہ عوام الناس عبادتِ الٰہی میں مخل نہ ہوں۔
تمام عمر اس مرد خدا نے اس طرح بسر کی اور آخر ۱۰۵۲ھ ہجری

میں بیٹھے بیٹھے اسی چوبارہ سے غائب ہو گئے۔ لوگوں نے اس چوبارہ کو آپ کی سمادھ قرار دی۔ جو اب تک مرجع خاص و عام ہے۔ اور ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور منگل کے دن معتقدین کے ہجوم سے خاص رونق ہو جاتی ہے ٭

تین حاکموں کی حکومت کے زمانہ میں باوا پرسوتم داس جے پوریہ نے اس سمادھ کو خاص رونق دی۔ مگر موجودہ عالیشان عمارات مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بنائی ہوئی ہیں۔ سمادھ کے متعلق بڑی وسیع زمین ہے اور چار دیواری میں علاوہ بھگت جی کی سمادھ کے اور بھی بہت سی سمادھیں اور مختلف عمارتیں بنی ہوئی ہیں ٭

اس سمادھ کے مہنت جو داؤد پنتھئے ہیں۔ ہمیشہ مجرد رہنا پسند کرتے ہیں۔ ان کا اپنا جداگانہ گرنتھ ہے جسے مہنت دادو رام جی نے تصنیف کیا ہے۔ شاستری زبان میں لکھا ہوا ہے اور اس میں خدائے واحد کی عبادت کرنا۔ گوشت۔ شراب اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ سوائے مالکِ حقیقی کے کسی اور کا محتاج نہ ہونا ہر ایک مہنت کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے ٭

شوالہ بخشی بھگت رام

جائے وقوع - چونے منڈی - کوچۂ سرمن

یہ خوشنما شوالہ سنہ ۱۸۴۳ء میں بخشی بھگت رام نے تعمیر کیا جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لشکر کا بخشی تھا - اس کی تعمیر میں اکثر جگہ سنگ سرخ اور سنگ مرمر خرچ ہوا ہے اور بہت سی مقدس مورتیں جابجا قرینے سے سجائی ہیں - شوالہ کے گنبد میں سونے کے ایک اوپر ساٹھ کلس دور سے عجب بہار دکھاتے ہیں کئی فوارے مندر کی زیب و زینت ہیں - کئی خوبصورت دالان - نشستگاہیں اور [illegible] بنے ہوئے ہیں - [illegible] کی عمارت واقعی من موہنی ہے - اس کے اوپر سورج مکھی اور سنہری کلس اس کی شان کو دوبالا کئے دیتے ہیں - مندر کے صحن میں ایک سنگ مرمر کا دو گز مربع چبوترہ ہے - جسے دھرم شالا کہتے ہیں - بخشی صاحب اسی چبوترے پر بیٹھ کر برہمنوں کو دان پن کرتے تھے - اسی صحن میں بیرونی دروازہ کے سامنے بخشی صاحب کی طلائی سمادھ ہے - اور پاس ہی اُن کی قلمی تصویر لٹک رہی ہے جو اسی زمانہ کی بنی ہوئی بتائی جاتی ہے ۔

باولی صاحب

جائے وقوع - ڈبّی بازار کی جنوبی دکانوں کے پیچھے یہ ایک مشہور تاریخی مکان ہے - جسے پنجاب کے سکھ بہت متبرک خیال کرتے ہیں +

جہانگیر کے عہد میں پہلے یہاں گُرو کے ایک سکھ کا مکان تھا - جسے اُس نے ایک عورت کے ہاتھ تین سو روپے میں فروخت کر دیا - عورت اُسے گرا کر نیا مکان بنانے لگی تو نیچے ایک تہِ خانہ نکل آیا - جسمیں ایک طلائی چھپر کھٹ - طلائی پیڑھا اور ایک طلائی چرخہ محفوظ رکھا ہُوا تھا - ایماندار عورت نے یہ مال بائع کو دینا چاہا اور بائع نے مشتری کا حق سمجھ کر لینے سے انکار کر دیا - معاملہ بادشاہ تک پہنچا - بادشاہ نے تمام مال گرو ارجن جی کی نذر کر دیا - گرو جی نے اُس مال سے اُسی موقعہ پر ایک باولی تعمیر کی - اور اُس کے پاس ہی ایک اور مکان لیکر اُسے لنگر خانہ قرار دیا +

شاہجہان کے عہد میں جب گرو ھرگوبند جی جانشین ہوئے - تو اُن کی قاضی شہر سے بگڑ گئی اور فوج کشی تک نوبت پہنچی - اگرچہ شکست قاضی کو ہوئی - مگر گرو جی بھی خوف کے مارے

اور قصر چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ اُن کی جائداد و املاک ضبط ہوئی اور یہ باولی اور لنگر خانہ بھی ضبطی کی فہرست میں داخل ہُوا۔ قاضی نے باولی کو بند کر کے اُس پر مکانات بسائے اور لنگر خانہ کی جگہ ایک کانسی کار مسجد تعمیر کردی +

زمانہ نے تاریخ کے کئی ورق پلٹ دیئے اور آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ تخت پنجاب پر براجمان ہوئے۔ اور آپ نے گرو کی بشارت سے اس باولی کو کھود کر نکالا۔ اور ۱۸۳۹ء میں موجودہ عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مسجد کو پیوند زمین بنا کر اس کی جگہ مکانات بسادئیے +

اگرچہ فن تعمیر کے لحاظ سے یہ کوئی قابلِ دید جگہ نہیں۔ مگر تاریخی پہلو اور مذہبی خیال سے اس کی اب بھی عظمت کی جاتی ہے +

سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ

جائے وقوع۔ دروازہ قلعہ کے سامنے۔ شاہی مسجد کے شمال مشرقی مینار کے پاس

اس سمادھ کی طرز تعمیر اگرچہ کچھ مسلمانی بھی ہے۔ مگر زیادہ تر ہندوانی وضع کو پسند کیا گیا ہے۔ بڑے دروازہ پر

گنیش جی اور برہما کی تصویریں سنگِ سرخ میں کُھدی ہوئی ہیں۔
سمادھ کی چھت پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگ رہے ہیں جو سفید
مصالح میں جڑے ہوئے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ درمیانی ڈاٹ
کے نیچے ایک خوبصورت سائبان کے تلے مہاراجہ کے پھولوں
کا کنول ہے۔ اسی طرح چھوٹے کنول میں مہاراجہ کی چاروں
بیویوں اور سات باندیوں کے پھول ہیں جو مہاراجہ کے ساتھ
ستی ہوگئی تھیں۔ دو اور نشان اُن دو کبوتروں کے راکھ کے
ہیں جو مہاراجہ کی چتا پر گر کر گویا ستی ہوگئے تھے÷

ایک کمرے میں سنگ مرمر کی چھوٹی سی بارہ دری ہے۔ جو
رانی جنداں کی تھی۔ اور اُس نے لاہور چھوڑتے ہوئے سمادھ
پر چڑھا دی تھی÷

سمادھ کی تعمیر کھڑک سنگھ نے شروع کی۔ شیر سنگھ نے بھی اس
میں حصہ لیا۔ اور آخر دلیپ سنگھ کے عہدِ حکومت میں تکمیل کو
پہنچی۔ پچھلے دنوں اندرونی سنگ مرمر کی محرابوں کی حالت کچھ
خطرناک ہوگئی تھی۔ جنہیں سر ڈونلڈ میکلوڈ لفٹنٹ گورنر
پنجاب نے تازہ مصالحہ لگواکر مضبوط کرا دیا ہے÷

سمادھ گرو ارجن جی

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ کے باہر۔ قلعہ کے دروازہ کے سامنے

گرو ارجن جی سکھوں کے پانچویں گرو تھے۔ دریا میں نہاتے ہوئے غرق ہوئے۔ لاش ہاتھ نہ آئی جو نذرِ آتش ہوتی۔ مگر یادگار کے طور پر یہ سمادھ بنائی گئی۔ جسے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے وسعت دیکر ایک عالیشان عمارت بنا دیا۔ جو اب تک موجود ہے۔ بلکہ اس سال اُس عمارت کی اور بھی توسیع کی گئی ہے۔

اس سمادھ پر ہر سال میں ایک مرتبہ میلہ لگتا ہے اور یوں بھی ہر روز صبح کو شہر کے ہندو اور سکھ مرد عورتوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ دُور دُور کے سکھ اس متبرک مکان کی زیارت کو آتے ہیں۔

شوالہ دیوان "رتن چند" و تالاب "رتن سر"

جائے وقوع۔ شاہ عالمی دروازہ کے باہر۔ جیند روڈ پر۔

اس شوالہ کے ساتھ ایک نہایت وسیع اور پختہ تالاب بھی بنا ہوا ہے جو ہر وقت لبالب بھرا رہتا ہے۔ شہر کے مرد و عورت روز اس میں نہانے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے

ہیں ÷

یہ تالات اورشوالہ دیوان رتن چند نے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضوری نویس اور عہد سرکار انگلشیہ میں شہر کے آنریری مجسٹریٹ تھے۔ ۱۸۵۸ء تعمیر کرایا تھا۔ ان کے بعد ان کے فرزند اکبر لالہ بھگوان داس نے تالاب کے جنوبی کنارے پر ایک اور عالیشان مندر تعمیر کیا جسے دیکھ کر ہر کے پجاریوں کے دل ہرے ہو جاتے ہیں۔ اسی تالاب کے شمالی کنارہ پر دیوان موصوف کی سمادھ بھی پختہ بنی ہوئی موجود ہے ÷

تالاب اور مندر کا سین دلفزا اور قابلِ دید ہے۔ خصوصاً چاندنی رات میں خوب بہار رکھتا ہے ÷

ٹھاکردوارہ پنڈت بنسی لال

جائے وقوع۔ انارکلی میں۔ گنپت روڈ کے سامنے

تیرہ چودہ سال ہوئے کہ بیوگانِ پنڈت بنسی لال رئیس لاہور نے اُن کی وصیت کے مطابق اس شوالہ کو بنوانا شروع کیا تھا۔ اس قدر عرصہ گزر گیا۔ اور تخمیناً پونے دو لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کی عمارت ختم نہیں ہوئی ÷

انارکلی بازار میں اس مندر کا طولانی رفیع الشانی گنبد نہایت

خوشنما اور شاندار معلوم ہوتا ہے۔ تمام عمارت پختہ اور بعض جگہ پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ مغرب اور جنوب کی طرف بڑی بڑی دُکانیں اور وسیع بیٹھکیں بنائی گئی ہیں۔ مشرق کی طرف ایک بڑا مسافر خانہ اس مندر کے متعلق ہے۔ یہ تمام عمارت پنڈت شیو دت مختار ہیوگاں مذکور اور پنڈت ایشر داس کی زیر نگرانی تعمیر ہوئی ہے ؛

مندر میں ۱۴ ودیارتی ہیں جن کے اخراجات مندر کے فنڈ سے ادا ہوتے ہیں۔ ۵۰ آدمیوں کو روزانہ لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔ مسافروں کے ٹھیرنے کا انتظام بھی معقول ہے۔ اور اُن سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ مندر کی متعلقہ عمارات سے تقریباً تین سو ۳۰۰ روپے ماہوار کرایہ وصول ہوتا ہے۔ لنگر خانہ۔ مسافر خانہ اور کرایہ کے مکانات کا انتظام آج کل پنڈت پریدیال کے سپرد ہے ؛

جدید عمارات

اس حصہ میں صرف اُن شاندار عمارتوں کا تذکرہ کیا جائیگا جو عہد برطانیہ میں تیار ہوئیں۔ اور بلحاظِ حُسنِ عمارت قابلِ دید ہیں ÷

چیف کورٹ پنجاب

جائے وقوع ۔ مال روڈ

یہ عمارت رنڈر سارسینک (ہندوستانی مسلم) طرز کی بنی ہوئی ہے۔ نقشہ عمارت برو سنگٹن بہادر انجینئر نے تجویز کیا تھا۔ اور مسٹر جے۔ امی۔ ہلٹن اگزیکٹو انجینئر کی زیر نگرانی ۳۲۱۸۳۷ روپیہ کے خرچ سے مارچ ۱۸۸۹ء میں مکمل ہوئی ÷

تمام عمارت پکّی اینٹوں سے بنی ہوئی اور جابجا جالیوں اور کنگروں سے آراستہ کی گئی ہے۔ دراندرُن کے بیرونی محرابیں اور جالیاں نوشہرہ کے رنگدار سنگ مرمر سے بنائی گئی ہے۔ درمیانی حوض کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور چھت پر دیودار کی لکڑی لگی ہے ÷

ریلوے سٹیشن

جائے وقوع ۔ شہر کے مشرق میں

یہ عمارت شکل وصورت میں بالکل ایک قلعہ کے مشابہ ہے اور شاید ضرورت کے وقت قلعہ کا کام بھی دے سکے۔ اس کا کا نقشہ مسٹر ڈبلیو برٹن سی۔ آئی نے تجویز کیا۔ اور مشہور ٹھیکہ دار میاں سلطان کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی۔ اس کا سنگ بنیاد لارڈ لارنس نے ۱۸۵۹ء میں رکھا تھا۔ اور ۱۸۶۰ء میں سب سے پہلی ٹرین یہاں سے امرتسر کو روانہ ہوئی۔ لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت سے اب تک اس عمارت میں بہت کچھ ایزادی و ترمیم بھی ہو چکی ہے +

ٹاؤن ہال

جائے وقوع۔ بنک روڈ پر۔ گول باغ کے جنوب میں

یہ عمارت جسے "وکٹوریہ جوبلی ٹاؤن ہال" کہتے ہیں۔ لاہور کی ایک خوبصورت عمارت ہے۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۹۰ء کو شہزادہ البرٹ وکٹر نے اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کی تھی اور ۱۸۸۶ء میں سر چارلس ایچیسن لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اس کا سنگ بنیاد

رکھا تھا۔ مسٹر پوگ سن نے اس کا نقشہ تجویز کیا اور مسٹر بل میونسپل انجنیئر نے ۶۰۰۰۰ روپے کی لاگت سے اسے تعمیر کرایا۔

اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں اس عمارت کے دونو بڑے برج اور کئی چھوٹی برجیاں گر گئی تھیں جنہیں میونسپلٹی نے پھر بدستور بنوا دیا۔ مگر اس دفعہ بڑے برج بجائے اینٹ اور چونے کے لوہے کی چادروں سے تیار کئے گئے ہیں۔

عمارت کے سامنے راجہ ہربنس سنگھ کا عطا کیا ہوا ایک خوبصورت فوارہ لگا ہے جو اس کی شان کو دوبالا کر رہا ہے۔

مارکیٹ

جائے وقوع۔ انارکلی۔ مال روڈ پر

یہ اطالیہ طرز کی خوبصورت عمارت ۱۸۶۴ء میں نمائش پنجاب کے لئے لوکل پراونشل اور امپیریل فنڈ سے تیار کی گئی تھی۔ نمائش کے بعد اسے لاہور کا عجائب خانہ بنایا گیا اور اب ۱۸۹۶ء سے بطور مارکیٹ استعمال ہو رہی ہے۔ مارکیٹ بنانے کے وقت اس میں بہت کچھ ترمیم و تنسیخ کی گئی تھی جس سے اس کی شان اور مضبوطی اور بھی زیادہ ہو گئی۔

گورنمنٹ کالج

جائے وقوع - کچہری روڈ - گول باغ کے شمال میں

یہ عمارت گاتھک طرز پر بنائی گئی ہے جو اپنے خوبصورت اور بلند میناروں کی وجہ سے نہایت شاندار اور بارُعب نظر آتی ہے - ڈبلیو براؤن صاحب سپرنٹنڈنگ انجنیئر نے اس کا نقشہ تجویز کیا - اور رائے بہادر لالہ کنہیالال اگزیکٹو انجنیئر کی زیر نگرانی ۳۲۰۵۳۷ روپیے کے خرچ سے بنکر تیار ہوئی ۱۸۷۲ء میں اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور پورے پانچ سال اس کی تکمیل میں خرچ ہوئے ۔

اس کے بڑے مینار پر ایک بڑا سا گھنٹہ لگا ہوا ہے - اور اس کا ہال اپنی خوبصورتی اور وسعت کی وجہ سے تمام کالجوں میں ممتاز ہے ۔

اس کے احاطہ میں ایک پرانا گرجا تھا - جس میں ۱۸۷۲ء سے سامان ورزش رکھا گیا ہے - اُس کے علاوہ ایک شاندار بورڈنگ ہاؤس طلبا کی رہائش کے لئے تعمیر کیا گیا ہے ۔

کتھبڈرل

جائے وقوع۔ چیف کورٹ کے سامنے۔ میکلوڈ روڈ پر

یہ شاندار عمارت بوجہ اپنی خوبصورتی۔ وسعت اور طرز تعمیر کے آپ اپنی نظیر ہے۔ اینٹوں سے بنائی گئی ۔ اور کئی جگہ خوبصورت پتھر سے سجائی گئی ہے جو جہلم پار سے آیا تھا۔ مسٹر۔ او۔ سکاٹ نے اس کا نقشہ تجویز کیا۔ اور برن کمپنی کلکتہ کے ایجنٹ مسٹر انفیلڈ سی۔ ای کی زیرنگرانی ۴۸۰۰۰۰ روپے کے خرچ سے ۱۸۸۷ء میں تیار ہوئی۔

اس کے مینار ہیں جو پرانی انگریزی طرز پر بغیر برج کے بنایا گیا ہے۔ ایک خوبصورت گھنٹا لگا ہوا ہے جس کے ساتھ ایک باجا بھی ہے جو نماز کے وقت خودبخود بجنے لگتا ہے۔ اور خدا کی پرستش کرنے والوں کو خواب غفلت سے چونکا دیتا ہے۔

لارنس اور منٹگمری ہال

جائے وقوع۔ چڑیا خانہ کے پرے ۔ مال روڈ پر

یہ شاندار اور بانکے ایوان لارنس باغ میں بنے ہوئے پنجاب کے دو لفٹننٹ گورنروں کی یاد دلوں میں تازہ کر رہے ہیں۔

لارنس ہال ۱۸۶۲ء میں پنجاب کے سب سے پہلے لفٹننٹ گورنر سر جان لارنس کی یادگار میں مسٹر جی سٹون سی۔ ای کے نقشہ کے مطابق ۳۴۰۰۰ روپے کے خرچ سے یورپین اصحاب کی آسائش کے لئے تیار کیا گیا۔ وہ ان سے عام جلسوں اور تماشوں کے کام آتا ہے۔

منٹگمری ہال ۱۸۶۶ء میں رئیسانِ پنجاب کے چندے سے بیادگار سر رابرٹ منٹگمری سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب تعمیر کیا گیا۔ نقشہ عمارت مسٹر جے گارڈن نے تجویز کیا تھا۔ اور پونے دو لاکھ روپے کے خرچ سے تکمیل کو پہنچا۔ ۱۸۷۵ء میں اس کی چھت پھر از سرِ نو لکڑی سے بنوائی گئی تھی۔ یہ ہال بھی یورپین اصحاب کے استعمال میں آتا ہے اور اس میں بڑے بڑے ناچ اور دربار ہوتے رہتے ہیں۔

ایچیسن کالج

جائے وقوع۔ چھاؤنی کو جاتے ہوئے مال روڈ پر

پنجاب چیفس کالج جو پنجاب کے راجوں۔ نوابوں اور خاندانی رئیسوں کی تعلیم گاہ ہے۔ حسن تعمیر کے لحاظ سے ایک بے نظیر عمارت ہے۔ ۳۔ نومبر ۱۸۸۶ء کو رائٹ آنریبل دی ارل آف ڈفرن نے اس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس موقع پر ہیر رائل ہائینسز دی ڈیوک اینڈ ڈچز آف کیناٹ بھی تشریف رکھتے تھے۔

اس کی عمارت پر ۳۸۵۵۲۰ روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس کے احاطہ میں ایک ڈسپنسری اور طلبا کی رہائش کے لئے کئی خوبصورت بورڈنگ ہاؤس بنے ہوئے ہیں۔ جن کے پاس ہی ۱۳۱۶ھ میں نواب بہاولپور نے ایک شاندار اور دلفریب مسجد بھی تعمیر کرائی ہے۔

میو ہاسپٹل

جائے وقوع۔ انارکلی کے مشرق میں۔ ہاسپٹل روڈ پر

یہ اطالیہ طرز کی شاندار عمارت اصولِ حفظانِ صحت

کے مطابق تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے چاروں کونوں پر چار بڑے بڑے مخروطی ۶۰ فٹ بلند برج بنے ہوئے ہیں زیر میان میں ان سے بھی بڑا ۱۲۰ فٹ اونچا ایک اور برج ہے جس میں ایک بڑا سا گھنٹا لگا ہوا ہے۔ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں اس برج کو بھی صدمہ پہنچا تھا جس کی وجہ سے اس کی بالائی منزل پھر از سر نو بنوائی گئی۔ عمارت دو منزلہ۔ مضبوط اور خوبصورت ہے۔ جنوب کی طرف اور بہت سی عمارات ہیں جن میں یورپین مریضوں کے وارڈ۔ اور سڑک کے پرے مُردہ خانہ نہایت شاندار بنے ہوئے ہیں۔ شمال مغرب میں آنکھ اور کان کے بیماروں کے لئے اور ایک پختہ دو منزلہ عمارت حال میں تعمیر ہوئی ہے۔ میڈیکل کالج بھی اسی احاطہ میں ہے +

یہ عمارت مسٹر ڈبلیو برڈن سپرنٹنڈنگ انجنیئر کے نقشہ کے مطابق رائے بہادر لالہ کنہیا لال اگزیکٹو انجنیئر کی زیر نگرانی ۱۵۸۹۴۱ - ۳ - ۸ کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء میں ارل میو وائسرائے ہند نے اس کا ملاحظہ کیا۔ اور اجازت دی کہ اس کا نام اُن کے نام نامی پر "میو ہاسپٹل" رکھا جائے +

بڑا ڈاک خانہ

جائے وقوع - اپر مال

یہ شاندار عمارت جس میں یورپین اور ایشیائی دونو مذاق کی جھلک نظر آتی ہے - فروری ۱۹۰۱ء سے شروع ہو کر اکتوبر ۱۹۰۵ء میں ختم ہوئی - دو مستقیم لائنیں بڑے بڑے کمروں کی شمال سے جنوب اور جنوب سے مغرب کی طرف بنائی گئی ہیں ان کے سروں پر دو دو خوشنما گنبد عجب بہار دکھلاتے ہیں - دونو قطاروں کے مرکز میں ایک اور بہت بڑا شاندار گنبد ہے جس میں بڑا سا کلاک لگا ہوا ہے - دونو منزلوں میں ڈاکخانہ کے متعدد دفاتر ہیں - اور تمام شہر کی ڈاک یہیں سے مختلف حلقوں میں تقسیم ہوتی ہے - اس عمارت پر ۵۷۴۶۱۲۳ روپے خرچ ہوئے ہیں ÷

پنجاب یونیورسٹی ہال

جائے وقوع - عجائب خانہ کے سامنے - مال روڈ پر

یہ خوبصورت عمارت ہنر آنر سر چارلس منٹگمری ریواز کے - سی - ایس - آئی لفٹنٹ گورنر پنجاب چانسلر پنجاب یونیورسٹی -

سر لیوس ٹپّر بی اے۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی
وائس چانسلر اور مسٹر اے۔ سی وُلنر ایم اے رجسٹرار کے زمانہ
میں ۱۸۲۴۸۵ روپے کے خرچ سے بنائی گئی۔ بھائی رام سنگھ
وائس پرنسپل میو سکول آف آرٹ نے اس کا ڈیزائن تجویز کیا۔
اور مسٹر ایچ۔ ایم ہیلسن اگزیکٹو انجنیئر اور مسٹر ٹی اے میکملین
کارمک اسسٹنٹ انجنیئر کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی۔ ۴۔ جنوری
سنہ ۱۹۰۵ء کو ہز آنر نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ عمارت
سرکاری عمارتوں میں دوسرے درجہ پر شمار ہوتی ہے۔ درمیانی
برج میں ایک بہت بڑا کلاک لگا ہوا ہے۔ یہی عمارت
پنجاب یونیورسٹی کا کمرۂ امتحان ہے۔ اور اسی میں آج کل لا کالج
کا دفتر اور اوری انٹل کالج کی جماعتیں تعلیم پاتی ہیں ؛

بنک آف بنگال

جائے وقوع۔ مال روڈ پر۔ ڈاکخانہ کے سامنے

یہ شاندار دو منزلہ عمارت جو بنک آف بنگال کی اپنی ملکیت
ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں قریباً دو لاکھ روپے کے صرف سے مارٹن اینڈ کمپنی
انجنیئرز کلکتہ کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ مال روڈ میں آتے
جاتے اس کا خوبصورت بلند اور سفید گنبد دُور سے عجیب بہار

دکھاتا ہے - اسی عمارت میں بنک آف بنگال کا دفتر ہے - اور اسی میں سرکاری خزانہ رہتا ہے ؛

رومن کیتھولک چرچ

جائے وقوع - لارنس روڈ

اس خوبصورت اور عظیم الشان گرجے کی تعمیر سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع ہو کر نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں ختم ہوئی ہے - اس کا خوبصورت نقشہ اہلِ بلجیم کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہے - اس کی عمارت پر قریباً پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہیں - ایسی خوبصورت - ایسی مضبوط اور ایسی مستحکم عمارت موجودہ زمانہ میں آج تک کوئی تیار نہیں ہوئی ہے - اور آج کل کی عمارتوں میں یہی ایک ایسی عمارت ہے جو اپنی پائداری کی وجہ سے ایک عرصہ تک آفاتِ زمانہ کا مقابلہ کریگی - اور دیر تک صنادید عجم کی طرح اپنے دیکھنے والوں کو اپنے بنانے والوں کی یاد دِلاتی رہیگی ؛

آج کل ریورنڈ برادر جوچم اس گرجے کے افسر اعلےٰ ہیں - وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی صاحب ہمارے گرجے کی سیر کے لئے تشریف لائینگے تو ہمیں اُن کے آنے سے بے حد خوشی حاصل ہوگی ؛

نیڈو ہوٹل

جائے وقوع۔ چڑیا خانہ کے سامنے۔ مال روڈ پر

چیئرنگ کراس سے ذرا آگے بڑھیں تو ایک سُرخ رنگ کی شاندار عمارت نظر آتی ہے۔ اس عمارت میں آجکل نیڈو ہوٹل ہے۔ اسے لاہور کے مشہور رئیس رائے صاحب لالہ رام سرن داس نے قریباً تین لاکھ روپے کے صرف سے ۱۹۰۵ء میں بنوایا ہے اور مسٹر ھرنیو ڈ کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ حسن اتفاق ہے یہ عمارت ایسی جگہ واقع ہوئی ہے جس کے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور اس سبزہ میں اُس کی سُرخ رنگ بلند دیواریں اور اُن کی چوٹیوں پر کئی سیاہ فام خوشنما بُرجیاں عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ اس عمارت میں تمام بجلی کی روشنی اور بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے صرف ایک حصہ سے آج کل ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کرایہ وصول ہوتا ہے۔

عجائب خانہ

جائے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر

اس شاندار عمارت کے ایک حصہ میں عجائب خانہ ہے۔

اور ایک حصہ میں میوسکول آف آرٹ۔ ایک لیکچر ہال بھی ہے۔ جس میں میجک لنٹرن کے ذریعہ مفید اور دلچسپ لیکچر دئے جاتے ہیں ۔

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء کو ہز رائل ہائنس پرنس البرٹ وکٹر آف ویلز کے جی۔ کے۔ پی نے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۶۲۰۰۰ روپے کے صرف سے بنکر تیار ہوئی ہال میں اس کے سامنے طلباے میوسکول آف آرٹ لاہور کا بنایا ہوا ایک فوّار لگایا گیا ہے جو پتھر سے بنا ہوا ہے۔ عجائب خانہ کا دروازہ بھی اس کے ساتھ ہی سنگ مرمر سے نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ اور یہ بھی طلبائے موصوف کی صناعی کا نمونہ ہے ۔

عجائب خانہ میں پُرانی قلمی تصویریں۔ فوٹو گرافی کے نمونے جانوروں کے ڈھانچ۔ اکثر چیزوں کے لکڑی اور مٹی سے بنے ہوئے نمونے۔ دھاتیں اور معدنیات۔ صنعت و حرفت کے عجائبات۔ مٹی کی تصویریں۔ مختلف قسم کے سوتی۔ اُونی اور ریشمی پارچات۔ پُرانے ہتھیار اور سکّے۔ اور اور بہت سی نادر و نایاب چیزیں سجائی گئی ہیں۔ ایک کمرے میں پتھر کے ترشے ہوئے بُت ہیں جو پُرانے زمانہ کی صناعی اور

اُس کے ساتھ عقیدت مندی کا پتہ دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی بہت سے پُرانے کتبے ہیں جو مختلف زبانوں میں مختلف چیزوں پر کندہ کئے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ عجائب خانہ ایسی دلچسپ اور عجیب و غریب چیزوں کا مخزن ہے کہ لاہور میں آنے والے اصحاب کو اُنہیں دیکھے بغیر لاہور سے ہرگز واپس نہ ہونا چاہیئے۔ مختصر قواعد حسب ذیل ہیں :-

وقت ا۔ سردیوں میں (یکم اکتوبر سے ۱۵۔اپریل تک)

ہر روز ۹ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک

انوار کو ۱۲ بجے دوپہر سے ۲ بجے تک

ب۔ گرمیوں میں (۱۶۔اپریل سے ۳۰ ستمبر تک)

ہر روز ۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک

پھر ۳ بجے دوپہر سے ۶½ بجے تک

انوار کو ۳ بجے دوپہر سے ۶½ بجے تک

ہر ماہ کا پہلا اتوار صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔

قواعد ا۔ چھتری۔ چھڑی اور گٹھڑی وغیرہ دروازے پر محافظ کے پاس چھوڑ دینی چاہیئے۔

۲۔ عجائب خانہ کے اندر تمباکو پینا منع ہے۔

۳۔ کتوں کو اندر لے جانے کی اجازت نہیں۔

۴۔ دیسی جوتا دروازہ کے باہر اُتار دینا چاہیئے۔

چڑیا خانہ

جائے وقوع - چیئرنگ کراس کے پاس - مال روڈ پر

لاہور کا چڑیا خانہ بھی عجائبات میں شمار ہوتا ہے - ہاتھی کے سوا شاید ہی کوئی ایسا جانور ہوگا جو یہاں موجود نہ ہو +

درندوں میں شیر - چیتے - ریچھ - بھیڑیے وغیرہ - چرندوں میں - ہرن - نیل گائے - بارہ سینگے اور کئی قسم کے جانور - پرندوں میں - چھوٹے موٹے بے شمار مختلف رنگ - صورت اور قد و قامت کے حیوانات - آبی جانوروں میں - مُرغابی - کُلنگ - حواصل - بیل - بگلے اور اَور کئی قسم کے جانور - حشرات الارض میں سفید چوہے - خرگوش اور اَور بہت سے جاندار بڑی کوشش اور جانفشانی سے مہیا کئے گئے ہیں - ان کے رہنے کے مکانات اور پنجرے اکثر والیانِ ریاست اور رؤسائے پنجاب نے عطا کئے ہیں - غرض کہ یہ باغِ حیوانات لاہور کی زیب و زینت ہے - اور دن بھر تماشائیوں اور شوقینوں کی ہجوم سے بھرا رہتا ہے +

ہر روز صبح سے شام تک اسے دیکھ سکتے ہیں - کُتے - گھوڑے - بائیسکل اور اَور سواری کے جانور اندر لے جانے کی اجازت

نہیں۔ اور اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ چڑیا خانے کے جانوروں کو چھیڑا اور دق کیا جائے ÷

قومی عمارتیں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
برھمو سماج ہال	انارکلی۔ہاسپٹل روڈ	بریڈلا ہال	متصل مزار داتا گنج بخشؒ
دیو سماج ہال	انارکلی	آریہ سماج ہال	انارکلی۔گنپت روڈ
نورمن کرسچن چیپل	انارکلی	برکت علی محمڈن ہال	موچی دروازہ سرکلر روڈ

گرجے۔ چیپل۔ پبلک عمارتیں بورڈنگ ہاؤس اور بعض دیگر مقامات

{اس فہرست میں صرف وہ بورڈنگ ہاؤس درج ہونگے۔ جو تعلیم گاہوں سے الگ بنے ہوئے ہیں ÷}

نام	جائے وقوع
۱۔ اسلامیہ ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس	کشمیری دروازہ
اورینٹل کالج بورڈنگ ہاؤس	حضوری باغ
انگریزوں کا قبرستان	سرکلر روڈ بیرون ٹکسالی دروازہ
ایضاً (پرانا)	نیپئر روڈ

نام	جائے وقوع
اسلامی قبرستان	طاہر بندگی میانی۔ بدھو کا آوہ بیوی پاکدامناں
اجنبی خانہ	میو روڈ
اناٹومیکل رومز (مُردے خانہ)	ریلوے روڈ
ب۔ بہاولپور ہاؤس	بہاولپور روڈ
بشپ صاحب لاہور کی کوٹھی ..	کوپر روڈ
باغ لالہ چھوٹا لال	اپر مال
بشپ صاحب رومن کیتھولک کی کوٹھی	لارنس روڈ
پ۔ پنجاب آئس فیکٹری (برف خانہ)	رابرٹس روڈ
پاگل خانہ	سنٹرل جیل کے مشرق میں
پٹیالہ ہاؤس	اپر مال
پریسبیٹیرین چرچ سکاچ کرک	نابھہ روڈ
پنجاب سنٹرل بک ڈپو	مفید عام پریس۔ لاہور روڈ
پنجاب سول سکرٹریٹ	کورٹ سٹریٹ
پنجاب یونیورسٹی ایگزیمینیشن ہال ..	عجائب خانہ کے سامنے
پنجاب لائٹ ہارس کا میدان پریڈ	لوئر مال کے مشرق میں
ت۔ تالاب رائے میلا رام	میکلوڈ روڈ

جائے وقوع	نام
لوئر مال	ج۔ جینڈ ہاؤس .. .. ..
ملتان روڈ چوبرجی سے آگے	چ۔ چاندماری والنٹیر فسٹ پی۔ ڈی رائفلز
شالامار روڈ	چاندماری والنٹیر ریلوے .. ..
متصل گورنمنٹ پریس	خ خالصہ بورڈنگ ہاؤس .. ..
جیل روڈ	ڈ ڈسٹرکٹ جیل .. .. ..
ریلوے روڈ	ر ریلواز ہوسٹل .. .. ..
شالامار روڈ	ریلوے کوپریٹو سٹور .. ..
″	ریلوے گودام گھر .. .. ..
″	ریلوے تھیٹر .. .. ..
لارنس روڈ	رومن کیتھولک گرجا .. .. ..
″	رومن کیتھولک گرجا امیکولیٹ کنسیپشن
کچہری روڈ	رومن کیتھولک کنونٹ (گرجا) ..
ایمپرس روڈ	ریلوے گرجا سینٹ اینڈریو ..
″	ریلوے گرجا سینٹ اینتھین .. ..
وکٹوریہ روڈ	ریلوے انسٹیٹیوٹ .. .. ..
متصل اسٹیشن شرقی لاہور چھاؤنی	ریلوے کیرج شاپ .. .. ..
سرکلر روڈ (ٹکسالی دروازہ)	رادھا گنڈ .. ..

جائے وقوع	نام
جیل روڈ	رصدگاہِ علم ہیئت .. ..
سنٹرل جیل کے پیچھے	ز زنانہ جیل خانہ .. ..
جیل روڈ	س سنٹرل جیل .. ..
کچہری روڈ	سینٹ ہال پنجاب یونیورسٹی .. ..
لنڈا بازار	سرائے میاں سلطان .. .. ..
مزنگ روڈ	ف۔ فرید کوٹ ہاؤس .. ..
اپر مال	ک کتھیڈرل آف ریسریکشن .. ..
میکلیگن روڈ	کپورتھلہ ہاؤس .. .. - ..
اپر مال	گ۔ گورنمنٹ ہاؤس[1] .. ..
اپر مال (متصل چڑیا خانہ)	گورنمنٹ ایگری ہارٹی کلچرل باغات ..
لارنس باغ	ل۔ لاہور جیمخانہ .. ..
ہاسپٹل روڈ	لیڈی لائل ہوم (نرسوں کے لئے)

[1] گورنمنٹ ہاؤس دراصل محمد قاسم خاں کا مقبرہ ہے جو شہنشاہ اکبر کا رشتے میں بھائی تھا۔ اور پہلوانی کا بڑا شائق تھا۔ رنجیت سنگھ کے وقت تک یہ گنبد "کشتی والا گنبد" کہلاتا تھا۔ جمعدار خوشحال سنگھ نے یہاں ایک ہشت پہلو مکان بنوایا۔ جسے اُس کے بھتیجے تیجا سنگھ سے گورنمنٹ نے لے لیا۔ اور گورنمنٹ ہاؤس قرار دیا اس کی دیواروں پر چینی کا نہایت خوشنما کام کیا ہوا ہے اور قاسم خان کی قبر کھانے کے کمرہ کے نیچے تہ خانہ میں اب تک موجود ہے ؎

نام	جائے وقوع
م میو سکول آف آرٹ بورڈنگ ہاؤس ..	لاج روڈ
میتھوڈسٹ ایپسکوپل مشن چیپل ..	فیروزپور روڈ
میڈیکل کالج بورڈنگ ہاؤس	ہال روڈ
میدان گھڑدوڑ	جیل روڈ
مقدس ٹالوٹ کا گرجا	رابرٹس روڈ
میلارام ننٹیشوکل ہال	سرکلر روڈ (بھاٹی دروازہ)
ن - نولکھا پریس بیٹیرن گرجا (ہندوستانیوں کے واسطے) ..	نکلسن روڈ
نوٹن ہال	نیپئر روڈ
و - ویسلین مشن چیپل	نکلسن روڈ
واٹر ورکس	لنگے منڈی
ھ ہندوؤں کا مرگھٹ	بیرون ٹکسالی دروازہ
ی یوریپن ومک ہاؤس	جیل روڈ
بقیہ	
ڈ ڈی - اے - وی ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس	لاہور روڈ
گ گورنمنٹ سکول اوف انجینئرنگ	” ”

قابلِ دید کارخانے

یوں تو لاہور میں بہت سے روئی بیلنے - نیل نکالنے - چھاپنے - برف اور اور کئی قسم کے کارخانے ہیں۔ مگر اُن میں ذیل کے کارخانے مشہور اور قابلِ دید ہیں :-

نام	جائے وقوع	کیا کام ہوتا ہے	کس طرح دیکھ سکتے ہیں
ریل کے کارخانے	متصل ریلوے سٹیشن	گاڑیاں بنتی ہیں - لوہے پیتل اور لکڑی کا کام ہوتا ہے - ایک بجلی کا کارخانہ بھی ہے +	ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں درخواست کرنے پر پاس ملتا ہے اور صرف ہفتہ کے روز دیکھے جا سکتے ہیں
ریلوے پریس	وکٹوریہ روڈ	چھپائی - رول کشی اور بائنڈنگ کی مشینیں چلتی ہیں +	ایضاً
کارخانہ رلئے میلارام	میلارام روڈ	روئی صاف ہونے سے لیکر کپڑا بُننے تک کل کام ہوتا ہے +	کارخانہ کے دروازہ پر دو آنے میں ایک پاس مل جاتا ہے
مفید عام پریس	لاہور روڈ	چھپائی - رول کشی - بائنڈنگ اور پتھر کاٹنے اور گھسنے کی مشینیں چلتی ہیں	مینجر کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں

نوٹ :- ان کے علاوہ راوی کے پار شاہدرہ سٹیشن کے پاس پنجاب کاٹن پریس کمپنی کے کارخانے اور کئی کارخانے بھی قابل دید ہیں جو ان کے مینجروں کی معرفت دیکھے جاتے ہیں

کالج - مدرسے اور یتیم خانے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
	سرکاری		
گورنمنٹ کالج	کچہری روڈ	سنٹرل موڈل سکول	لوئر مال
ٹریننگ کالج	لاہور روڈ	نارمل سکول	״
میڈیکل کالج	ہسپتال روڈ	میو سکول آف آرٹ	مال روڈ
لاء کالج	بھارت بلڈنگ (جیند روڈ)	ریلوے ٹیکنیکل سکول	برانڈرتھ روڈ
اورینٹل کالج	مال روڈ (یونیورسٹی ہال)	گورنمنٹ گرلز سکول	حویلی نونہال سنگھ (موری دروازہ)
ڈرنیری کالج	ریلوے روڈ	گورنمنٹ زنانہ نارمل سکول	״
ایچیسن چیفس کالج	مال روڈ	وکٹوریہ مے گرلز سکول	مال روڈ
	مشنری		
فورمین کرسچین کالج	رابرٹس روڈ	زنانہ ہائی سکول	مال روڈ
ڈیونیٹی کالج	مشن روڈ	ریلوے سکول یورپین اور یوریشین کے لئے	شالامار روڈ
تھیالوجیکل کالج	״		
مشن ہائی سکول	رنگ محل	سینٹ انتھونی ہائی سکول (مردانہ)	لارنس روڈ

نوٹ - ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر کئی میونسپل بورڈ سکول - اور مشن سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں - جن میں پرائمری تک تعلیم ہوتی ہے +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
کتھیڈرل ہائی سکول (مردانہ)	بنک روڈ	یتیم خانہ سینٹ فرانسیس بورڈنگ سکول برائے دیسی طلبا	کچہری روڈ
کتھیڈرل ہائی سکول و یتیم خانہ لڑکے اور لڑکیوں کے واسطے	نکلسن روڈ	یتیم خانہ سینٹ جوزف د رومن کیتھولک دیسی لڑکیوں کے واسطے	تھورنٹن روڈ
کتھیڈرل ہائی سکول (زنانہ)	مال روڈ	ڈفرن سکول (دیسی عیسائیوں کے لئے)	ایمپرس روڈ
ہندو			
ڈی۔اے۔وی کالج	کورٹ سٹریٹ	ست سبھا سکول	چیکلہ بازار
ڈی۔اے۔وی ہائی سکول	لاہور روڈ	ہندو ڈائمنڈ جوبلی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ	برانڈرتھ روڈ
سناتن دھرم ہائی سکول	وچھووالی		
آریہ پتری پاٹھ شالہ	وچھووالی	ہندو یتیم خانہ	ملتان روڈ متصل کرنواں کوٹ
اسلامی			
اسلامیہ کالج	ریلوے روڈ	یتیم خانہ انجمن اسلامیہ	متصل تحصیل
اسلامیہ ہائی سکول	شیرانوالہ دروازہ	مدرسہ رحیمیہ	انار کلی مسجد نیلا گنبد

نوٹ ۔۱۔ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر ڈی۔اے۔وی ہائی سکول کی چند اور اسلامیہ ہائی سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں +

۲۔نیز شہر میں ہندوؤں کے اور مسلمانوں کے زنانہ مدرسے بھی ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
مدرسہ حمیدیہ	شیرانوالہ دروازہ	مدرسہ تعلیم القرآن	انارکلی
یتیم خانہ انجمن حمایت اسلام	"	یتیم خانہ مدرسہ تعلیم القرآن	"
دارالعلوم نعمانیہ	شاہی مسجد	درس میاں وڈا	متصل شالامار باغ

پبلک

یونین اکیڈمی دیال سنگھ ہائی سکول	حویلی مہاراجہ دھیان سنگھ

انجمنیں سماجیں اور سبھائیں

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
انجمن اسلامیہ پنجاب	بیرون موچی دروازہ	آریہ پرتی ندھی سبھا	فیروزپور روڈ
انجمن حمایت اسلام	شیرانوالہ دروازہ	آریہ سماج وچھووالی	وچھووالی
انجمن نعمانیہ	متصل تحصیل	آریہ سماج انارکلی	انارکلی
انجمن مستشار العلماء	مسجد شاہی	شری پنجاب دھرم منڈل	منڈی بھائی ہند گوپال
انجمن خدام الصوفیہ	مسجد پٹوبیاں	سناتن دھرم سبھا	وچھووالی
پراونشل مسلم لیگ	کوٹھی آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع	پریم ساگر سبھا	"
انجمن خاتونانِ اسلام	نور محلہ	برہمو سماج	ہاسپٹل روڈ انارکلی
بزم اردو	برکت علی محمڈن ہال	دیو سماج	انارکلی
انجمن اردو	دفتر صدر کا ہند	گرو سنگھ سبھا	گنپت روڈ
		امریکن پریس بیٹیرین مشن	ایمپرس روڈ

کلب اور سوسائٹیاں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
پنجاب کلب	ایپر مال	ریٹ پیرز ایسوسی ایشن	ہیرا منڈی
پنجاب ایسوسی ایشن کلب	لوئر مال	فری میسن لاج	لاج روڈ
رابرٹس والنٹیر کلب	چیمبر روڈ	تھیاسوفیکل سوسائٹی	متصل گورنمنٹ پریس
ینگ مینز کرسچن ایسوسی ایشن	اپر مال	پنجاب بائبل و ریلیجس بک سوسائٹی	انارکلی
ینگ وومنز کرسچن ایسوسی ایشن	ٹیمپل روڈ	زنانہ بائبل و میڈیکل مشن	میو روڈ
ینگ مینز محمڈن ایسوسی ایشن	اسلامیہ کالج	سٹیشن لائبریری ریڈنگ روم	
خوجہ ینگ مینز ایسوسی ایشن	سرکلر روڈ	اوڈینس کلب وغیرہ	ایپر مال
انجمن خواجگان	کشمیری بازار	کرسچن کمیٹی	جرنیلی سڑک

مشہور اخبار

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
انگریزی			
سول اینڈ ملٹری گزٹ	مال روڈ	ابزرور	سرکلر روڈ اکبری دروازہ
ٹریبیون	جینڈ روڈ	پنجابی	گنپت روڈ

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
	اردو		
پیسہ اخبار	پیسہ اخبار سٹریٹ	میونسپل گزٹ صدائے ہند	دہلی دروازہ
ہندوستان	ہاسپٹل روڈ	وفادار	کٹڑہ ولی شاہ
اخبار عام	شیرانوالہ دروازہ	تہذیب النسواں	ریلوے روڈ رفاہ عام پریس
وطن	موتی بازار	پرکاش	انارکلی بانسمنڈی
پنجاب سماچار	سرکلر روڈ شاہ عالمی دروازہ	حکمت	بازار ٹھٹھاراں نواں محلہ
آریہ گزٹ	گنپت روڈ	الکیمیا	موچی دروازہ
راجپوت گزٹ	سرکلر روڈ لوہاری دروازہ	دیش اپکارک	چوک متی

بڑے بڑے چھاپے خانے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
اردو		انگریزی	
مفید عام سٹیم پریس	لاہور روڈ	گورنمنٹ پریس	کورٹ سٹریٹ
رفاہ عام سٹیم پریس	ریلوے روڈ	ریلوے پریس	وکٹوریہ روڈ
نولکشور گیس پریس	بیڈن روڈ	سول اینڈ ملٹری پریس	مال روڈ
اسلامیہ سٹیم پریس	یکی دروازہ	ٹریبیون پریس	جیمبر روڈ
خادم التعلیم سٹیم پریس	پیسہ اخبار سٹریٹ	پنجاب کریسچن پریس	انارکلی

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
حمیدیہ سٹیم پریس ہندوستان سٹیم پریس آریہ سٹیم پریس	موتی بازار ہاسپٹل روڈ چنگڑ محلہ روڈ	پنجاب پرنٹنگ ورکس کیکسٹن پریس ایڈیسن پریس البرٹ پریس	گینت روڈ ایڈورڈ روڈ ریلوے روڈ کمرشیل بلڈنگس

لائبریریاں اور ریڈنگ روم

نام	جائے وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
پنجاب پبلک لائبریری[1]	میوزیم روڈ پر عجائب خانے کے پیچھے	انگریزی - عربی - فارسی اردو - سنسکرت - ہندی اور گورمکھی کتابیں	سردیوں میں ہر روز ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک پھر ۲ بجے سے ۸ بجے شام تک اتوار کو ۲ بجے دوپہر سے ۵ بجے تک گرمیوں میں ہر روز ۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک - پھر ۵ بجے سے ۷ بجے شام تک اتوار کو ۵ بجے سے ۷ بجے تک

[1] اس لائبریری کی عمارت دراصل حکیم علم الدین "وزیر خاں" کی بارہ دری تھی جس کے گرد ایک "باغ بخنیہ" لگا ہوا تھا - چند کھجوریں کے پیڑ اس کی یادگار ہیں اب تک موجود ہیں - بقیہ بر صفحہ ۹۸

نام	جائے وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
کتب خانہ انجمن مستشار العلما[۱]	شاہی مسجد	عربی ۔ فارسی اور اردو کتابیں	سرديوں میں ۸ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک پھر ۲ بجے سے شام کے ۵ بجے تک گرمیوں میں ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک پھر ۳ بجے سے شام کے ۶ بجے تک
کتب خانہ انجمن نعمانیہ[۲] دیال سنگھ ریڈنگ روم	متصل تحصیل بعمارت بلڈنگ (جیبند روڈ)	انگریزی اردو اخبار اور رسالے	ہر روز ۱۲ بجے دوپہر سے شام تک صبح ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۷ سکھوں کے زمانہ میں یہ عمارت چھاؤنی کے قبضے میں تھی ۔ انگریزی عہد میں بھی پہلے چھاؤنی کے کام آتی رہی ۔ پھر یکے بعد دیگرے بندوبست اور تار کے دفتر اس میں رکھے گئے ۔ کچھ روز عجائب خانہ کے کام آئی ۔ اور اب ۱۸۹۴ء سے پنجاب کا پبلک لائبریری ہے۔

دارالافتاء

[۱] انجمن مستشار العلما کا دار الافتاء بھی اسی کتب خانہ میں ہے ۔ جہاں ۲ فیس داخل کرنے پر ایک ہفتہ میں فتوے مل سکتا ہے شمس العلما مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی فتوے تحریر کرتے ہیں ۔

[۲] ۔ انجمن نعمانیہ کا دار الافتاء بھی اسی کتب خانہ میں ہے ۔ بغیر کسی فیس کے فتوے دیا جاتا ہے مفتی عبد القادر صاحب فتوے تحریر کرتے ہیں ۔

بڑے بڑے دفتر

نام	جاے وقوع
دفتر اکونٹنٹ جنرل و کرنسی آفس	مزنگ روڈ
" وصدر مقام صاحب ایجوٹنٹ فسٹ پنجاب ہی رائفلز	چرچ روڈ
" چیف میڈیکل افسر پلیگ پنجاب	ہال روڈ
" کمسریٹی گودام	قلعہ لاہور
" کنسرویٹر جنگلات پنجاب	کوپر روڈ
ڈیڈ لیٹر آفس	رابرٹس روڈ
دفتر ڈپٹی کنسلٹنگ انجنیر ریلوے	ڈیوس روڈ
" ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس حلقہ وسطی	لوئر مال
" ڈائرکٹر اوف لینڈ ریکارڈ پنجاب	کورٹ سٹریٹ
" ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم	میوزیم روڈ
" ڈسٹرکٹ بورڈ	ٹاؤن ہال
" سپرنٹنڈنٹ پولیس	کچہری روڈ
" اگزمینر پبلک ورکس اکاؤنٹنٹ پنجاب	مال روڈ متصل عجائب خانہ
" کمشنر آبکاری پنجاب	کچہری روڈ
" ایگزیکٹو انجنیر لاہور پراونشل ڈویژن	میکلوڈ روڈ

جاے وقوع	نام
نپیئر روڈ	دفتر ایگزیکٹو انجنیئر نہر اپر چناب
کوپر روڈ	،، ڈویژنل فارسٹ آفیسر
کچہری روڈ	،، گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب
ٹاون ہال	،، ہیلتھ آفیسر
مال روڈ متصل عجائب خانہ	،، انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور
کورٹ سٹریٹ	،، انسپکٹر جنرل سول ہاسپٹلز پنجاب
،،	،، انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب
کچہری روڈ	،، انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات
کورٹ سٹریٹ	،، انسپکٹر جنرل رجسٹریشن و اسٹامپ
مال روڈ متصل عجائب خانہ	،، انسپکٹر مدارس زنانہ
ٹاؤن ہال	،، میونسپلٹی لاہور
وکٹوریہ روڈ	،، ریلوے چیف سٹور کیپر
ریلوے سٹیشن	،، ،، ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ
ایمپرس روڈ دسٹرکٹ آفس	،، ،، انجنیئر انچیف
وکٹوریہ روڈ	،، ،، کنسٹرکشن
ایمپرس روڈ دسٹرکٹ آفس	،، ،، ایگزیمینر آف اکاؤنٹنٹ
وکٹوریہ روڈ	،، ،، لوکو سپرنٹنڈنٹ

نام	جائے وقوع
دفتر منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے	ایمپرس روڈ ڈسٹرل آفس
ء ریلوے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ	ء
ء والنیٹرز و صاحب ایجوٹننٹ	وکٹوریہ روڈ
ء پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب	جنرل پوسٹ آفس
ء پبلک ورکس سکریٹریٹ د شاخ عمارات و سڑک	مال روڈ متصل عجائب خانہ
ء ء د شاخ آبپاشی و انہار	کچہری روڈ
ء لائٹ ہاؤس	فیروزپور روڈ
ء ٹیکسٹ بک کمیٹی	مال روڈ متصل عجائب خانہ
ء پنجاب یونیورسٹی	کچہری روڈ
ء ریلوے میل سروس	جنرل پوسٹ آفس ریل روڈ
ء سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس	میکلوڈ روڈ
ء کمشنر حفظان صحت	کچہری روڈ
ء کمشنر بندوبست	کورٹ سٹریٹ
ء سپرنٹنڈنگ انجنیر پراونشل ورکس حلقہ سوم	میکلوڈ روڈ
ء سپرنٹنڈنگ انجنیر نہر باری دواب	فیروزپور روڈ
ء ء نہر لوئر چناب سرکل	بیگم روڈ
ٹیلیفون ایکسچینج آفس	میکلوڈ روڈ

کچہریاں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
پنجاب چیف کورٹ	اپر مال	منصف لاہور منصف شرقیہ	
ڈویژنل و سیشن کورٹ لاہور		تحصیلدار۔ و نائب تحصیلدار	ٹبی
و گوجرانوالہ	سیکلیگن روڈ	سٹی بنچ آنریری مجسٹریٹ	دہلی دروازے کے اوپر
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ جج			
ڈپٹی کمشنر۔ اور دیگر عدالتیں	لورمال	فنانشل کمشنر پنجاب	کورٹ سٹریٹ
سمال کاز کورٹ	″	کمشنر لاہور	″

ڈاک خانے

ہر ایک ڈاک خانہ کا وقت صبح ۶ بجے سے شام کے ۶ بجے تک ہے۔ مگر برانچ اوفس صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۴ بجے تک کھلے رہتے ہیں+

جائے وقوع	قسم	کیا تارگھر بھی ساتھ ہے	جائے وقوع	قسم	کیا تارگھر بھی ساتھ ہے
اندرون شہر			ڈبی بازار	سب اوفس	تارگھر بھی ہے
اکبری منڈی	سب اوفس	•	تحصیل	″	•
شاہ عالمی دروازہ	″	•	چوڑے منڈی	برانچ اوفس	•

جائے وقوع	قسم	کیا تار گھر بھی ساتھ ہے	جائے وقوع	قسم	کیا تار گھر بھی ساتھ ہے
لوہاری منڈی	برانچ آفس	.	کچہری ضلع	سب آفس	.
سید مٹھا	"	.	مزنگ	"	.
وچھو والی	"	.	ریلوے سٹیشن	"	تار بھی ہے
نچھی ہٹہ	"	.	پیسہ اخبار بلڈنگ	"	.
بھاٹی دروازہ	"	.	ریلوے بلڈنگس	"	.
موچی دروازہ	"	.	شالا مار روڈ	"	.
			سنٹرل جیل	برانچ آفس	.
بیرون شہر			انارکلی	"	.
انارکلی	سب آفس	تار بھی ہے	لنڈا بازار	"	.
چیئرنگ کراس	"	"	اپر مال	جنرل پوسٹ آفس	.
کورٹ سٹریٹ	"	.	"	.	گورنمنٹ ٹیلیگرام آفس

شفاخانے

جن میں تقریباً مفت دوا مل سکتی ہے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میو ہاسپٹل	ہاسپٹل روڈ	شفاخانہ حیوانات	ریلوے روڈ
لیڈی ایچیسن (زنانہ) ہاسپٹل	"	ریلوے ڈسپنسری (ملازمان ریل کیلئے)	میو روڈ

جائے وقوع	نام	جائے وقوع	نام
سید مٹھا	میونسپل شفاخانہ	سید مٹھا	ریلوے ڈسپنسری شاخ شہر (ملازمان کیلئے)
؍	عورتوں اور بچوں کا شفاخانہ از جانب مشن	کچہری روڈ	سول ڈسپنسری (ملازمان سرکاری کیلئے)
لنڈا بازار	؍	ریکو روڈ	البرٹ ہاسپٹل (میڈیکل کالج میں)

تھانے

جن میں واردات کی اطلاع دی جاتی ہے

نمبر	نام	جائے وقوع	علاقہ
۱	کوتوالی شہر	چوک وزیرخاں	سرکلر روڈ کے اندر اندر
۲	تھانہ نولکھا	لنڈا بازار	لنڈا بازار اور شہر کے شمال و شمال مغرب میں دریا تک
۳	؍ انارکلی	چرچ روڈ	کل سول سٹیشن
۴	تھانہ ریلوے	متصل سٹیشن	کل علاقہ ریلوے
۵	مزنگ	؍ مزنگ	مزنگ اور اس کا علاقہ معہ چند دیہات

سیر کے قابل باغات

اگرچہ لاہور کے گرد و نواح میں قدیمی باغات بہت سے ہیں جن میں شالامار باغ اول درجہ پر شمار ہوتا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے بنے ہوئے باغوں میں سے حسب ذیل باغ قابل سیر شمار ہوتے ہیں+

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میونسپل باغات	شہر کے گرداگرد	لارنس باغ ١	مال روڈ پر چڑیا خانہ کے سامنے
گول باغ	لوئر مال اور [illegible] روڈ کے مابین	باغ پنڈت جبار دھن ٢	ملتان روڈ پر نولکھے کے پاس

١۔ یہ سب سے بڑا اور خوشنما باغ ہے۔ سول سٹیشن کے تمام انگریز اس باغ میں تفریح کیلئے آتے تھے۔

٢۔ جب یہ باغ بنا ہے۔ تو شروع میں اسکا بہت چرچا ہوا۔ ہزارہا آدمی روزمرہ اسے دیکھنے جاتے تھے۔ اور عوام الناس اسے نیا شالا باغ پکارتے تھے۔ حتیٰ کہ لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے بھی سیاحت لاہور کے زمانہ میں اسکا معائنہ کیا۔ اور واقعی پنڈت جی نے اسے بنایا بھی بڑے شوق سے تھا۔ کئی عمارتیں حوض۔ آبشاریں فوارے۔ اور سفید پتھر کی مورتیں اس میں نصب کی ہیں۔ ساون بھادوں اور آسمانی کنوئیں کے علاوہ ایک بہت بڑا انجن صرف فواروں اور نہروں میں پانی پہنچانے کیلئے لگایا گیا تھا۔ کمروں اور بارہ دریوں کو اعلےٰ درجہ کے فرنیچر سے سجایا تھا۔ جس کی وجہ سے باغ میں ایک قسم کی دلفریبی آگئی تھی۔ مگر جونہی کہ پنڈت جی نے اسے گرو رکھا اسکی وہ شان نہ رہی۔ اور اب ان کے مرجانے پر تو گویا باغ کی بہار کا خاتمہ ہی ہوگیا+

لاہور کے سٹیچو اور یادگاری نشان

لاہور میں اگرچہ کئی چیزیں بطور نشانِ یادگار بنائی گئی ہیں۔ مگر ان میں سے حسب ذیل قابل دید ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
بت لارڈ لارنس	مال روڈ متصل چیفکورٹ	بت ملکہ معظمہ ؎	ایسر مال دہیرنگ کراس،
نشان صلیب بیادگار	لوئر مال متصل		
سر ڈونلڈ میکلوڈ	مقبرہ انارکلی	بت ملک معظم	گول باغ

؎ یہ بت تمام یادگاری نشانوں میں شاندار بنایا گیا ہے۔ ایک سنگ مرمر کے خوبصورت گنبد میں نصب ہے جس کے اندر بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور اپنی آن بان سے چوک کی زینت دوبالا کر رہا ہے +

بعض کمپنیاں۔ ایجنسیاں۔ اور ملکر کام کرنیوالی جماعتیں

نام	جائے وقوع
اورنٹیل لائف انشورنس کمپنی لوکل سب ایجنٹ رحمت علی	بیرون موچی دروازہ
اورنٹیل ایجنسی	انارکلی
اورنٹیل گورنمنٹ سیکیوریٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ	ایر مال

نام	جائے وقوع
سنگر مینوفیکچرنگ کمپنی	کمرشل بلڈنگ
سٹینڈرڈ لائف انشورنش کمپنی لمیٹڈ لوکل ایجنٹاں	بنگال بنک
آیورویدک فاربیسوٹیکل کمپنی	گمٹی بازار
مسلم ٹریڈنگ کمپنی	پیسہ اخبار سٹریٹ
پنجاب میوچول ہندو فیملی ریلیف فنڈ	چمبرلین روڈ
کمرشل ایسٹ انڈیا ایجنسی کمپنی لمیٹڈ	ایبر مال
جنرل ٹریڈنگ کمپنی	شاہ عالمی دروازہ
بھارت لٹریچر پبلشنگ دفرک ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ	سرکلر روڈ ،،
نیشنل انشورنس کمپنی لمیٹڈ	انارکلی
بھارت انشورنس کمپنی	جیندرروڈ (بھارت بلڈنگ)
ہرکشن لال اینڈ کمپنی	،،
پنجاب کاٹن پریس لمیٹڈ	،،
لاہور سپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ	،،
پنجاب انوسٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ	،،
پنجاب پبلشنگ اینڈ سٹیشنری کمپنی لمیٹڈ	،،
والکرٹ برادر اینڈ کمپنی	،،
فلاح دارین کمپنی	گمٹی بازار

نام	جائے وقوع
ایجیشیو ایجنسی	انارکلی
رائل انشورنس کمپنی لوکل ایجنٹ	الائنس بنک اوف شملہ
ست ودھارا ایجنسی	لوہاری منڈی
دی کپور کمرشیل ایجنسی لمیٹڈ	متصل چھتہ بازار
انڈین ہاؤس ایجنسی	ڈبی بازار
ناردرن انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ	پیسہ اخبار سٹریٹ

بنک

لین دین کا وقت علی العموم ۱۰ بجے صبح سے ۲ بجے تک

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
الائنس بنک اوف شملہ	رابرٹ روڈ	اورینٹ بنک اوف انڈیا لمیٹڈ	انارکلی
بنک اوف بنگال	؍؍	امرتسر بنک لمیٹڈ برانچ	گنپت روڈ
نیشنل بنک اوف انڈیا لمیٹڈ	جیسچ روڈ	ہندوستان بنک	سکلر روڈ شاہعالمی (دروازہ)
پنجاب بنکنگ کمپنی	ایبہ مال	انڈین بنکنگ کمپنی	شاہعالمی دروازہ
پنجاب نیشنل بنک لمیٹڈ	انارکلی	دی پنجاب مرکنٹائل	انارکلی
پیپلز بنک اوف انڈیا	؍؍	بنک لمیٹڈ۔ لاہور برانچ	
لاہور بنک لمیٹڈ	؍؍	دوآبہ بنک	گنپت روڈ

لاہور کی سوغات

نام	نرخ	کہاں سے دستیاب ہوگی
گلبدن، چھوڑیا اور ریشمی سوسی	عصہ ر سے صہ فی گز تک	چھتہ بازار
ریشمی ازار بند	۴ر سے صہ روپے تک	بزاز ہٹہ و چوک وزیر خاں
ریشمی پراندے (چٹلے)	۴ر سے عہ روپے تک	″ ″
اونی پراندے (چٹلے)	ار سے عہ روپے تک	″ ″
قصوری وگامے شاہی جوتیاں	عا سے صہ روپے تک	چھتہ بازار
بید مشک	۸ر سے عہ تک فی تولہ [illegible] تک فی من	شاہ عالمی دروازہ
وسمہ	۵ سیر سے ۳ سیر فی روپیہ تک	کشمیری بازار

عام چیزیں کہاں سے دستیاب ہونگی

نام	جگہ	نام	جگہ
انگریزی ہر قسم کا سامان	ایرمال ـ انارکلی ڈبی بازار	زین اور ساز	انارکلی
چینی، انیمل اور ایلومینیم کے برتن	انارکلی ـ ڈبی بازار	کتابیں	انارکلی اور کشمیری بازار
		گوشت	مارکیٹ اور شہر میں جگہ جگہ
روشنی کا سامان	″	مرغی ـ انڈے	″ اور لوہاری دروازہ
ٹرنک	″	ترمیوے	لوہاری دروازہ

نام	جگہ	نام	جگہ
خشک میوے	شاہ عالمی دروازہ	دیسی دوائیں	رنگ محل۔ بزازہٹہ۔ کسیرہٹہ۔ اور شہر میں کئی جگہ
جوہری	انارکلی		
چکیں	لوہاری دروازہ اور انارکلی	کاغذ	انارکلی۔ ڈبی بازار شاہ عالمی دروازہ
چٹائیاں	انارکلی		
دریاں	بزازہٹہ	پائے۔ پٹیاں اور بان	لوہاری دروازہ اور سنہری مسجد
پنساری کی چیزیں	شاہ عالمی دروازہ		
غلہ	چوک جھنڈا، شوہا بازار اور اکبری منڈی	بوٹ	انارکلی
		سگرٹ اور سگار	ایبہ مال۔ کمرشیل بلڈنگ
گھی	چوک جھنڈا۔ چوک سرجن سنگھ اور ڈھویا شاہ بلو		انارکلی اور تقریباً ہر بازار میں
		گراموفون	انارکلی
کپڑا	ایبہ مال کمرشیل بلڈنگ انارکلی اور بزازہٹہ	فوٹوگرافی کی چیزیں	ایبہ مال۔ انارکلی برانڈرتھ روڈ
پشمینہ	بزازہٹہ اور حویلی کابلی مل	ہارمونیم باجے	ایبہ مال۔ انارکلی
انگریزی دوائیں	ایبہ مال۔ انارکلی	موٹر کار اور سائکلیں	〃

عظیم الشان نمائش لاہور

یعنی

پنجاب صوبہ شمال مغرب اور کشمیر کی نمائش صنعت و حرفت

جو

سنہ ۱۹۰۹ء-۱۰ء میں بمقام لاہور منعقد ہوگی

اور

۱۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو دن کے ۱۱ بجے

عالیجناب ہز آنر سر لوئی ڈین بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب

اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کرینگے

اس روز تمام صوبہ میں تعطیل منائی جائیگی - اور

اس عالیشان دربار میں پنجاب کے والیانِ ریاست - بڑے بڑے اُمرا

اور نامور رئیس بھی شامل ہونگے

یہ شاندار نمائش ۱۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء سے شروع ہوکر پورے ۵ ہفتہ جاری رہیگی

تمہید

ہندوستان کی حرفتی نمائشیں جو سنہ ۱۹۰۱ء سے منعقد ہو رہی ہیں
انہوں نے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو بہت کچھ فایدہ پہنچایا ہے
اور پریس و پبلک نے اُن کے فواید کا ہر موقعہ پر دل سے اعتراف کیا ہے۔
پہلی نمائش دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء میں بمقام کلکتہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایسی
ہی نمائشیں سنہ ۱۹۰۲ء میں بمقام احمد آباد۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں بمقام مدراس۔ سنہ ۱۹۰۴ء
میں بمقام بمبئی۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں بمقام بنارس۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں بمقام کلکتہ اور
سنہ ۱۹۰۷ء میں بمقام ناگپور منعقد ہوتی رہیں۔

ابتدا سے آج تک ان نمائشوں کا انتظام و اہتمام ہمیشہ ایسی ہی
کمیٹیوں کے ہاتھ میں رہا ہے۔ جو ہندوستان کی قریب قریب تمام جماعتوں
اور قوموں کی قائمقام تھیں۔ اور اُن کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ
لیتی تھیں۔ موجودہ نمائش جو سنہ ۱۹۰۹ء میں بمقام لاہور منعقد ہونے والی
ہے۔ اس کی منتظم کمیٹی میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھکر یہ کوشش کی گئی ہے
کہ وہ تمام فرقوں اور جماعتوں کے حقیقی قائم مقام ہو۔ اور ان افراد کے
ذریعہ جو اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ لے رہے
ہیں۔ پنجاب کی تمام قومیں اور جماعتیں پوری دلچسپی اور یگانگت کے ساتھ اس
نمائش میں شریک ہوں۔ اور اس کی رونق کو دوبالا کریں۔

یہ نمائش بہ سرپرستی جناب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب و بامداد والیان ریاست و رؤسا ے پنجاب منعقد کی گئی ہے۔

گورمنٹ عالیہ نے اپنی طرف سے بہت بڑی امداد اس نمائش کے لئے عطا کی ہے۔ اور پنجاب کے والیان ریاست نے اس کی سرپرستی منظور فرماکر۔ بڑی فیاضی کے ساتھ چندے دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ پنجاب کے اور بہت سے معززین اور سربرآوردگان نے اس کی تکمیل میں دل وجان سے مدد کی ہے۔ غرض یہ نمائش تمام اہالیان پنجاب کی متفقہ کوشش سے ایک ایسا عظیم الشان مینا بازار بن گئی ہے جس میں نہ صرف تفریح اور دل بہلانے کے سامان موجود ہیں۔ بلکہ ہر پہلو سے صنعت و حرفت و زراعت و فلاحت کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس میں ایسے ایسے مفید نمونے اور کارآمد آلات مہیا کئے گئے ہیں جن کی ساخت اور بناوٹ پر غور کرنے کے بعد ملک کے کاریگر اور کاشتکار بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے۔ اور ان کے استعمال کرنے سے خود مالا مال ہو سکتے اور ملک کو فایدہ پہنچا سکتے ہیں۔

کمیٹی نمایش کی مستعدی اور محنت بھی قابل تحسین ہے جس نے اس تھوڑی سی مدت میں میدان نمائش کو خوبصورت اور شاندار عمارتوں اور زیبایش کی چیزوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ اس میں سجانے کے لئے سامان بھی وہ مہیا کیا ہے۔ جو ہر طرح سے ملک اور اہل ملک کے لئے مفید۔ اور دیسی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے قابل ہے۔

اشیاءِ نمائش

نمایش کے لیئے دیسی اور ولایتی ساخت کی چیزیں حسب تفصیل ذیل مہیا کی گئی ہیں ÷

۱- زراعت کے متعلق آلات
۲- صنعت و حرفت کے نمونے
۳- مختلف اقسام کے کپڑے
۴- لکڑی - پتھر اور معدنیات
۵- محکمہ جنگلات کے متعلق پیداوار
۶- گوناگون مچھلیاں اور علم طبقات الارض کا سامان
۷- آلات انجینیرنگ
۸- صیغہ تعلیم کے متعلق چیزیں
۹- عام دستکاری
۱۰- خاص مستورات کی دستکاریاں
۱۱- نوایجادکلیں مثلاً ہوائی جہاز وغیرہ
۱۲- تفریح طبع کے سامان

نوٹ - ۱- ہوائی جہاز پہلی مرتبہ ہندوستان میں دکھایا جاویگا

۲- نمایش ہر روز صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۸ بجے تک کھلی رہیگی

۳- مستورات کے لیئے خاص تاریخیں مقرر ہونگی جنمیں پردہ کا پورا انتظام کیا جائیگا

۴- نمایش میں شریک ہونے کے واسطے محکمہ ریلوے نے کرایہ میں خاص رعایت کر دی ہے ÷

کھیل اور تماشے

نمایش کے امفی تھیٹر (دنگل) جو کھیلیں اور تماشے ہونگے

اُن کا مختصر پروگرام حسب ذیل ہے :-

پروگرام

نوٹ۔ کھیلوں کا وقت ہر روز ۲ بجے سے ۵ بجے تک ہوگا۔ اور ہر روز نمائش بند ہوگی +

فسٹ گورکھا کی دو نو پلٹنوں کا عالیشان باجا ہر روز دو دفعہ بجایا جائیگا

۱۱- دسمبر ۱۹۰۹ء۔ نمائش کا افتتاح۔ اور تمام کرتب کرنے والوں کی پریڈ ہوگی

۱۲ سے ۱۴ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ نیزہ بازی۔ سواری کے کرتب۔ اور پرکوڈی

نوٹ۔ ا۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ اپنی پارٹی کو سواری خود

سب سے پہلے شروع کرینگے +

۲- نیزہ باز پشاور۔ جہلم۔ میانوالی۔ شاہ پور۔ گجرات۔ لائل پور۔

امرتسر۔ مظفر گڈھ اور ملتان سے آئے ہیں +

۳- مہاراجہ صاحب پٹیالہ ۱۲ طلائی تمغے۔ اور لفٹنٹ کرنل سی۔ جی۔

پارسنز صاحب بہادر ایک پیالہ پیش کرینگے +

۴- پرکوڈی ریلوے گراؤنڈ میں ہوگی +

۱۶ سے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ وہی کھیلیں ہونگی۔ جو ۱۲ سے ۱۴ دسمبر ۱۹۰۹ء تک ہونگی

۱۹ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ بالی والے اور پرتابے کی کشتی ہوگی۔ اور ۸ جوڑ اور بھی

لڑیں گے +

۲۰ - ۲۱ دسمبر ۱۹۰۹ء کبڈی۔ وزن اٹھانا۔ بازیگری اور ہاتھوں کے شعبدے ہونگے

۲۳ - دسمبر ۱۹۰۹ء سوئنگ۔ جمناسٹک۔ اور بازیگروں کی کھیلیں +

۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ء - سونچی - وزن اٹھانا چکر اندازی - اور بازیگروں کی کھیلیں

۲۵ - دسمبر ۱۹۰۹ء - سونچی - مینڈھوں کی لڑائی چکر اندازی - اور بازیگروں کی کھیلیں

۲۶ - دسمبر ۱۹۰۹ء - کیکر سنگھ اور کلو کی کشتی ہوگی - اور ۸ اجوڑ اور بھی ہونگے +

۲۷ - دسمبر ۱۹۰۹ء - رسہ کشی - تلوار زنی - اور تیر اندازی (تیر انداز ضلع اٹک سے آئینگے)

۲۸ - دسمبر ۱۹۰۹ء - رسہ کشی - تیر اندازی - تلوار زنی - بازیگری - ہاتھوں کے شعبدے
آتشبازی - اور اٹک کے سگری خٹک پٹھانوں کا بھنگڑہ ناچ تلواروں
کے ساتھ (تیر انداز ضلع اٹک سے اور تیغ زن پٹیالہ سے آئینگے)

۳۰ - دسمبر ۱۹۰۹ء - رسہ کشی (نیم آخری) جمناسٹک گتکا - لاٹھی چلانا - اور تلوار زنی
(جمناسٹک والے فرید کوٹ سے آئینگے)

۳۱ - دسمبر ۱۹۰۹ء - رسہ کشی کا آخری معرکہ - جمناسٹک گتکا - لاٹھی چلانا تیغ زنی
اور تیر اندازی (تیر انداز شملہ - پٹیالہ اور جبل سے آئینگے)

یکم جنوری ۱۹۱۰ء مینڈھوں کی لڑائی - تیر اندازی - بازیگری اور ہاتھوں کے شعبدے

۲ - جنوری ۱۹۱۰ء - گاماں اور چندا سنگھ (پٹیالہ والے) کی کشتی ہوگی - اور بھی ۸ جوڑ ہونگے

۳ سے ۸ جنوری ۱۹۱۰ء تک - ان دنوں کا پروگرام ابھی تیار نہیں ہوا - غالبًا
جو کھلاڑی پچھلے کھیلوں میں اول رہینگے - ان کے کھیل اس
ہفتہ میں دوبارہ کرائے جائینگے +

۹ جنوری ۱۹۰۹ء - رینی والے عرف منی کی پرتاب (انبالہ والہ) کے ساتھ کشتی
ہوگی - اور ۸ اجوڑ اور بھی ہونگے +

نمائش کے ٹکٹ

ٹکٹ ملنے کے مقامات

نمائش کے ٹکٹ - دروازہ نمائش کے علاوہ حسب ذیل مقامات سے بھی مل سکتے ہیں :-

۱- شہر کے تمام بنکوں سے اور مفصلات میں اُن کی شاخوں سے

۲- اخبار سماچار کے دفتر (واقع بیرون شاہ عالمی دروازہ) سے -

۳- حسب ذیل سب ایجنسیوں سے -

۱- انارکلی - ۲- لوہاری دروازہ - ۳- چوک گمٹی - ۴- لنگے منڈی - ۵- چوک جھنڈا سنگھ
۶- مچھی بازار - ۷- چوک کوتوالی - ۸- دہلی دروازہ - ۹- اکبری منڈی - ۱۰- موچی دروازہ
۱۱- شاہ عالمی دروازہ - ۱۲- مچھی ہٹہ - ۱۳- رنگ محل - ۱۴- چوک ہیرا منڈی
۱۵- بھاٹی دروازہ - ۱۶- مستی دروازہ ◆

ٹکٹوں کی شرح

۱- دربار کے ٹکٹ

درجہ اول عـہ   درجہ دوم ھر   درجہ سوم ۳ ملے ر

نوٹ - ۱- دربار کے باقیمت اعزازی ٹکٹ (جو ناقابل انتقال ہیں) سرپرستوں - نائب سرپرستوں - عطیہ دینے والوں اور منتظم کمیٹی کے ایسے ممبروں کو دیئے

جائینگے۔ جنہوں نے پچاس یا پچاس سے زیادہ روپے نمایش کے فنڈ میں دیئے ہیں۔ اور یہ ٹکٹ کمیٹی کی منظوری سے بہ تفصیل ذیل دیئے جائینگے۔

ا۔ پچیس روپے چندہ دینے والوں کو ایک ٹکٹ تیسرے درجہ کا
ب پچاس روپے " " " دوسرے "
ج۔ سو روپے " " " "
د۔ سو سے زاید ایک ہزار تک " ہر سو روپے کے پیچھے ایک ٹکٹ علٰحدہ کا
ہ۔ پانچ سو سے زاید دینے والوں کی ہزآنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب سے ملاقات کرائی جائیگی
۲۔ جن لوگوں کے پاس دربار کے ٹکٹ ہونگے۔ وہ اس روز نمایش بھی دیکھ سکتے ہیں

۲۔ نمایش کے ٹکٹ

۱۔ ایک ٹکٹ ۸ ۳۔ ۳۲ ٹکٹوں کی کتاب ۱۶ روپے
۲۔ ۱۶ ٹکٹوں کی کتاب ۸ روپے ۴۔ ۶۴ ٹکٹوں کی کتاب ۳۲ روپے

نوٹ۔ ۱۔ ٹکٹوں کی کتابیں (جن میں گویا خاص رعایت ہے) ایک محدود تعداد میں فروخت ہونگی۔ اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کے بعد نہیں مل سکیں گی۔

۲۔ بلا قیمت پاس جو تمام زمانہ نمایش کے لئے جاری ہونگے۔ ان لوگوں کو ملیں گے۔ جنہوں نے سو یا سو سے زیادہ چندہ نمایش کے فنڈ میں دیا ہے

۳۔ نمایش ہر روز صبح ۱۰ بجے سے رات کے ۸ بجے تک کھلی رہیگی۔ اور ۸ کا ٹکٹ اس عرصہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہو سکیگا۔

۴۔ فوجی سپاہی اور پولیس مین وردی پہن کر نصف ٹکٹ سے نمائش میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح

۵۔ طلباء بھی اپنے استادوں کی نگرانی میں نصف ٹکٹ دیکر نمائش دیکھ سکتے ہیں

۶۔ ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں سے بھی نصف ٹکٹ لیا جا دیگا +

۳۔ دنگل کے ٹکٹ

الف۔ کشتیوں کے روز

درجہ اول	للعہ	درجہ سوم	عصہ
درجہ دوم	ہے	درجہ چہارم	۸ر

ب۔ کشتیوں کے علاوہ

درجہ اول	عہ۸ر	درجہ سوم	۴ر
درجہ دوم	عہر	درجہ چہارم (نمائش کے ٹکٹ لینے والوں کیلئے مفت)	

نوٹ۔ ۱۔ ایام کشتی کے علاوہ نمائش کے ٹکٹ لینے والوں کو اجازت ہوگی۔ کہ وہ دنگل کے درجہ چہارم میں مفت بیٹھ سکیں۔ لیکن باقی درجوں کے لئے مندرجہ بالا ٹکٹ خریدنا ہوگا +

۲۔ دنگل میں شریک ہونیوالوں کو نمائش کا ٹکٹ بھی لینا پڑیگا۔ اور وہ دنگل سے پہلے اور پیچھے نمائش کو دیکھ سکتے ہیں +

۳۔ ہر روز صبح ۸ بجے سے دنگل پر ٹکٹ فروخت ہوا کریگا +

سواری کی گاڑیوں کا کرایہ نامہ

تفصیل کرایہ	درجہ اول تعداد کرایہ		درجہ دوم تعداد کرایہ		درجہ سوم تعداد کرایہ		درجہ چہارم تعداد کرایہ	
	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ
میونسپل حدود کے اندر								
اول گھنٹہ کے لئے	۱	۴/	۰	۸/	۰	۶/	۰	۴/
اول گھنٹہ کے بعد ہر گھنٹہ یا گھنٹہ کی کسر کے لئے	۰	۱۰/	۰	۴/	۰	۳/	۰	۲/
تمام دن یعنی ۹ گھنٹہ کے لئے	۵	۰	۳	۰	۱	۱۴/	۱	۴/
میونسپل حدود کے باہر								
شاہدرہ تک ۔ شالامار تک ۔ میانمیر تک	۱	۰	۰	۸/	۰	۶/	۰	۳/
جس قدر عرصہ کرایہ کی گاڑی ٹھیرائی جائیگی اسکے ہر گھنٹہ یا گھنٹہ کی کسر کی بابت	۰	۸/	۰	۴/	۰	۳/	۰	۲/
کرایہ واپسی سوائے موقعہ میلہ خواہ کرایہ دار گاڑی میں واپس آوے یا نہ آوے	۱	۰	۰	۸/	۰	۶/	۰	۴/

نوٹ ۔ ۱ ۔ حدود میونسپلٹی کے باہر کرایہ کسی حال میں ۹ گھنٹے سے متجاوز نہ ہونا چاہئے +

۲ ۔ حدود میونسپلٹی کے باہر واپسی کا کرایہ دیگر میلوں کے موقعہ کے ضرور ادا کرنا ہوگا ۔ خواہ کرایہ دار گاڑی میں واپس آئے یا نہ آئے ۔
لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی مقدار اس اعلےٰ شرح کرایہ سے جو ۹ گھنٹوں کے لئے مقرر کی گئی ہے متجاوز نہ ہو +